عمر 77

حقیقت الحج

مولنا ابو الکلام

اشاعت نمبر ۲۳

حقیقت الحج

اثر خامہ

حضرت مولانا ابو الکلام آزاد مدظلہ


پبلشر

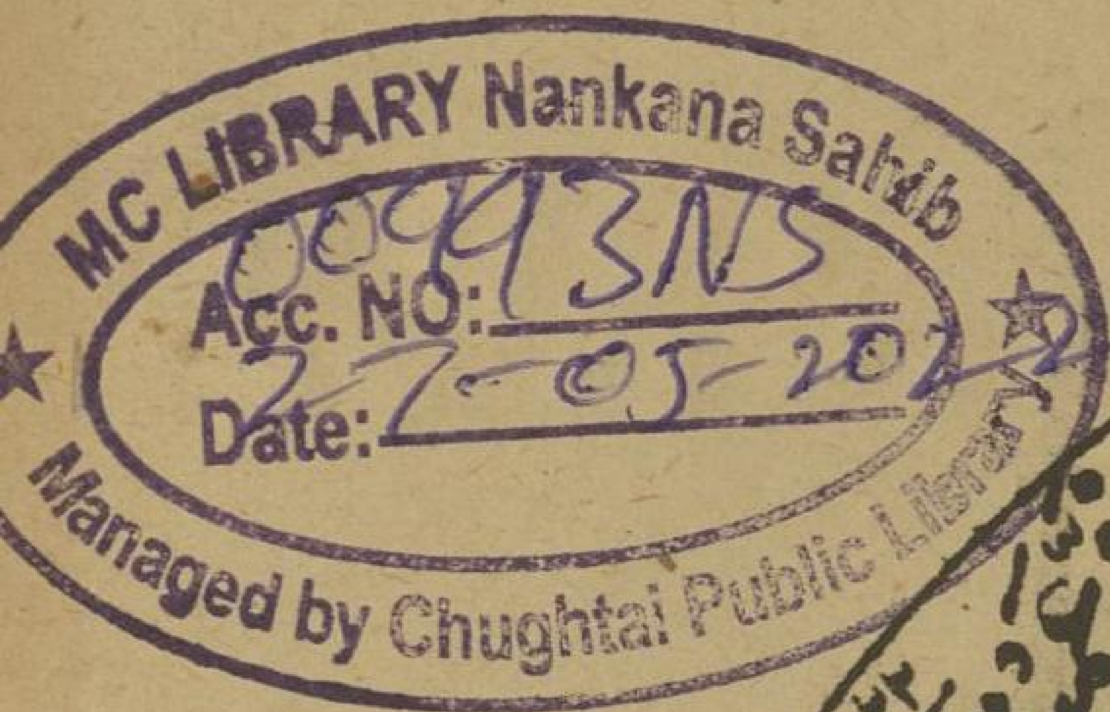
الهلال بک ایجنسی
AL-HILAL BOOK AGENCY

فاروق گنج، بیرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور

بار اول دو ہزار

قیمت ایک روپیہ





وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

اور لوگوں میں حج کا اعلان پکار دے، لوگ تیرے پاس دنیا کے دور دراز راہوں سے آیا کرینگے پاپیادہ و ہر طرح کی سواریوں پر جو مشقت سفر سے تھکی ماندی ہونگی

اشاعت نمبر ۲۴

حقیقتِ الحج

اثر خامہ

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد مدظلہ العالی

پبلشر

الھلال بک ایجنسی

فاروق گنج، بیرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

مالکان

آفندی برادرس

۱۹۴۶ء مطابق ۱۳۶۵ھ

تاجران کتب ناشرین سلسلہ تراجم و دارالارشاد و النشر جمعیۃ

طبع اول | تعداد دو ہزار | قیمت یکروپیہ

الھلال بک ایجنسی

یہ کتاب ۱۹۴۶ء میں دو ہزار کی تعداد
باہتمام حافظ محمد اسماعیل پرنٹر حجازی پریس لاہور میں چھپی
اور
ابوبکر آفندی نے دفتر الھلال بک ایجنسی فاروق گنج لاہور سے شائع کی

مقدمہ از ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کا شکر ہے کہ کتاب الحج کی ترتیب بھی پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی، اور اس طرح ارکانِ اربعۂ اسلام کے متعلق حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کے افاداتِ گرامی مستقل کتابوں کی شکل میں ترتیب کے ساتھ جمع ہو گئے۔ الہلال والبلاغ یا دوسرے اخبارات میں بکھرے ہوئے ارشادات کو فراہم کرنا اور انھیں مرتب کتابوں کی صورت میں لانا بڑا کٹھن کام تھا۔ جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتمام کو پہنچا۔

دعا ہے کہ یہ ناچیز سعی بارگاہِ باری تعالیٰ میں قبول ہو، اور مسلمان اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں۔

وما علینا الا البلاغ - والسّلام

آفندی
۳ دسمبر ۱۹۴۵ء

فہرسِ مضامین حقیقۃ الحج

*

مُقدّمہ از مُصنّف

قوموں اور مُلکوں کا تفرقہ اور دلوں کی دُوری

موجودہ زمانے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بتلائی جاتی ہے کہ علوم و تمدّن کی ترقّی اور سَیر و حرکت کے حیرت انگیز وسائل نے قوموں اور مُلکوں کا تفرقہ دُور کر دیا ہے، بحر و بر کے ڈانڈے مل گئے ہیں، اور ساری دُنیا ایسی ہو گئی ہے، جیسے ایک مُسلسل آبادی کے مختلف محلّے اور حصّے ہوتے ہیں!

لیکن اس پر بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ قوموں اور مُلکوں کے مکان کا تفرقہ جس قدر کم ہوتا جاتا ہے، دل اور دماغ کا تفرقہ اُتنا ہی بڑھتا جاتا ہے۔ جس قدر تیزی سے بیسویں صدی کی موٹریں اور طیّارے دوڑ رہے ہیں، اُتنی ہی تیزی سے قوموں کے دل بھی ایک دوسرے سے برگشتہ ہو رہے ہیں!

بکھرے دلوں کو جوڑنا

لیکن اب سے تیرہ سو برس پہلے، جب دُنیا موجودہ زمانے کے تمام وسائلِ قُربِ اجتماع سے محروم تھی، بحرِ احمر کے کنارے، ریگستانِ عرب کے وسط میں، حجاز کی چٹیل اور بے زراعت وادی کے اندر، ایک صدائے اجتماع بلند ہوئی، اور نسلِ انسانی کے منتشر افراد کا ایک نیا گھرانہ آباد کیا گیا۔ انسانی اجتماع و یگانگت کی یہ پُکار صرف اتنا ہی نہیں چاہتی تھی کہ مُلکوں کی سرحدیں اور جغرافیہ کی حدیں ایک دُوسرے سے قریب ہو جائیں، بلکہ اُس کا مقصد نسلِ انسانی کے بکھرے ہوئے دلوں اور برگشتہ رُوحوں کو ایک دُوسرے سے جوڑ دینا تھا۔

اعتقاد، رُوح کا ایمان

یہ پُکار سُنی گئی۔ کرۂ ارضی کے سارے گوشوں اور خشکی اور تری کی ساری راہوں سے اس پُکار کی بازگشت بلند ہوئی۔ انجن اور برق کی برق رفتار سواریوں کے ذریعہ نہیں، تار اور لاسلکی کے گاڑے ہوئے ستونوں پر بھی نہیں، بلکہ دل کے اعتقاد اور رُوح کے ایمان کے ذریعہ اُس کی پُکار سب نے سُنی، اور اُس کی پکار کا جواب سب کی زبانوں سے نکلا!

یہ اسلام کی پُکار تھی! یہ اسلام کا فریضۂ حج تھا!

انسانی اخوت کی اصلی صُورت

اُس نے مُلکوں کو اکٹھا کر دیا، قوموں کو جوڑ دیا، نسل اور زبان و مکان کے سارے تفرقے دُور کر دئے، گورے کو کالے کے ساتھ اور بادشاہ کو فقیرِ بے نوا کے ساتھ ایک ہی مقام میں، ایک ہی وضع و لباس میں، ایک ہی صورت و اعتقاد کے ساتھ، اس طرح جمع کر دیا کہ انسانی گمراہی کے بنائے ہوئے سارے امتیازات مٹ گئے، انسانی اخوت و وحدت اپنی اصلی صورت میں بے نقاب ہو گئی!

لہ سب سے پہلی مرتبہ یہ مقالہ ۲۴۔ جون ۱۹۲۷ء کو شائع ہوا۔

جدّہ سے خط

(ایک صاحب ۱۳۴۵ھ کا اجتماعِ حج دیکھ کر جدّہ سے رقمطراز ہیں:)

"آجکل بحرِ احمر کا یہ ساحلی مقام تمام کرۂ ارضی کے انسانوں کا مرکز بن گیا ہے خشکی اور تری، دونوں راہوں سے قوموں اور ملکوں کے قافلے پہنچ رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جدّہ کی زمین شق ہوگئی ہے اور انسانوں کا انبوہ اُگل رہی ہے۔ ...... ایک دن مَیں نے مغرب کی نماز ساحل کی ریگ پر ادا کی، جہاں بعض رؤسائے جدّہ نے کلب کی طرح ایک روزانہ اجتماع "نادی الصلوٰۃ" کے نام سے قائم کر رکھا ہے۔ نماز کے بعد جب مَیں لوٹا اور بازار کے قریب پہنچا، تو کیا دیکھتا ہوں، برطانوی نمائندہ کے اسٹاف کے چند انگریز کھڑے بازار کے نظارہ میں غرق ہیں۔ اُن میں ایک شخص رابرٹس نامی تھے، جن سے میں ایک دو مرتبہ مل چکا تھا۔ مَیں نے اُن سے پوچھا: "آپ کس چیز کے نظارہ میں اس قدر دلچسپی لے رہے ہیں؟" انہوں نے کہا:

انسانی اخوّت کی زندہ قوّت

"دیکھو یہ ہندوستانیوں کا گروہ ہے، یہ پانچ پست قد جاوی کھڑے ہیں، اُن کے ساتھ ایک چینی کی منگولین صورت دکھائی دے رہی ہے، دُوسری طرف ایک ترکستانی کی سیاہ ٹوپی اور افغانی کی بڑی سی پگڑی ہے، اُن کے پیچھے ایک گروہ یمنی عربوں کا سُرخ جُتے پہنے جا رہا ہے، اور اِن کے ساتھ اقصاءِ افریقہ کا ایک جزائری بربر ہنس ہنس کر باتیں کر رہا ہے۔ تیسری طرف دو حبشی کھڑے ہیں اور ایک مصری طربوش اُنکے پیچھے نظر آ رہی ہے۔ اگر اِن تمام قوموں کی آبادیاں جغرافیے کی نقشے میں ڈھونڈھی جائیں تو کیسے کیسے عظیم سمندر اور بیکنار صحرا اُنمیں حائل نظر آئینگے۔ لیکن یہاں اِن سب کو جمع کر دیا گیا ہے۔ سال کے اِس موسم میں خود بخود دُنیا کے تمام گوشے اِس جگہ یکجا ہو جاتے ہیں۔ کیا آج دُنیا کے کسی حصّے میں بھی ایسا منظر نظر آ سکتا ہے؟ کیا اِس

منظر سے بھی بڑھ کر کوئی منظر ہے جو انسانی اجتماع کی ایک عجیب و غریب قوّت کا پتہ دے ؟ میں سوچ رہا ہوں کہ کس کے ہاتھوں میں اُس رشتہ کا سرا ہے جس سے بحر و برّ کے یہ تمام گوشے کھینچ لئے جا سکتے ہیں ؟

اسلام کے ہاتھ میں! چھٹی صدی کے صحراءِ عرب کا اسلام آج بھی انسانی اخوّت کی سب سے بڑی زندہ قوّت ہے!

باب ۱

یوم الحج کا ورودِ مقدس

فصل (۱)

خدائے قدوس کی یاد و پکار

عشقِ الٰہی کا سب سے بڑا گھرانا

آج[1] ذوالحجہ کی پہلی تاریخ ہے اور ایک ہفتہ کے بعد تاریخ عالم کا وہ عظیم الشان روز طلوع ہونے والا ہے جس کے آفتاب کے نیچے کرۂ ارضی کی ہر گوشے کے لاکھوں انسان اپنے خداوند کو پکارنے کے لئے جمع ہوں گے، اور ریگستانِ عرب کی ایک بے برگ و گیاہ وادی کے اندر خدا پرستی و عشقِ الٰہی کا سب سے بڑا گھرانا آباد ہوگا:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ۔ (۲۲ : ۴۱)

وہ لوگ کہ اگر انہیں زمین میں قائم کر دے تو اُن کا کام صرف یہ ہوگا کہ صلوٰۃِ الٰہی کو قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، نیکی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں۔

---

[1] ۱۲ - اکتوبر ۱۹۱۴ء کو سب سے پہلی مرتبہ یہ تحریر شائع ہوئی۔ اِس سے مراد یکم ذی الحج ۱۳۳۲ھ ہے۔

خُدا پرستی کا پہلا مُقدّس گھر

یہ پہلا گھر تھا جو خُدا کی پرستش کے لئے بنایا گیا، اور آج بھی دُنیا کے تمام بحرو بر میں صرف وہی ایک مُقدّس گوشہ ہے جو اولیاء الشیطان و اصحاب النّار کی لعنت سے پاک ہے، اور صرف خُدا کے دوستوں اور اُس کی محبّت میں دُکھ اُٹھانے والوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔

دُور دراز مُلکوں سے اجتماع کی وجہ

سمندروں کو عبُور کر کے، پہاڑوں کو طے کر کے، کئی کئی مہینوں کی مُسافت چل کر، دُنیا کی مختلف نسلوں، مختلف رنگتوں، مختلف بولیوں کے بولنے والے، اور مختلف گوشوں کے باشندے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ سلافی یا ٹیوٹانیک نسل کی باہمی عداوتوں سے دُنیا کے لئے لعنت بنیں، اس لئے نہیں کہ ایک انسانی نسل دُوسری نسل کو بھیڑیوں کی طرح پھاڑ دے اور اژدہوں کی طرح ڈسے۔ اِس لئے نہیں کہ خُدا کی زمین کو اپنے ابلیسی غرور اور شیطانی سیادت کی نمائش گاہ بنائیں، اِس لئے نہیں کہ تیس تیس من کے گولے پھینکیں اور سمندر کے اندر ایسے جہنّمی آلات رکھیں جو منٹوں اور لمحوں میں ہزاروں انسانوں کو نابُود کر دیں، بلکہ تمام انسانی غرضوں اور مادی خواہشوں سے خالی ہو کر اور ہر طرح کے نفسانی ولولوں اور بہیمی شرارتوں کی زندگی سے ماوراء الوریٰ جا کر، صرف اُس خُدائے قُدّوس کو پیار کرنے کے لئے، اُس کی راہ میں دُکھ اُٹھانے اور مُصیبت سہنے کے لئے، اور اُس کی محبّت و رأفت کو پکارنے اور بُلانے کے لئے جس نے اپنے ایک قُدّوس دوست کی دُعاؤں کو سُنا اور قبول کیا، جبکہ نیکی کا گھرانا آباد کرنے کے لئے اور امن و سلامتی اور حق و عدالت کی بستی بسانے کے لئے اُس نے اپنے خُدا کو پُکارا تھا کہ :

رَبَّنَآ اِنِّیٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ، رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ - (۱۴: ۳۷)

اے پروردگار، میں نے تیرے محترم گھر کے پاس ایک ایسے بیابان میں جو بالکل بے برگ و گیاہ ہے، اپنی نسل لاکر بسائی ہے تاکہ یہ لوگ تیری عبادت کو قائم کریں۔ پس تو ایسا کر کہ انسانوں کے دلوں کو اُن کی طرف پھیر دے اور اُن کے رزق کا بہتر سامان کردے تاکہ وہ تیرا شکر کریں۔

فصل (۲)

مُقدّس گھرانے کا معنوی تصوّر

کِس بستی کے باشندے؟

آہ، تم ذرا اُنکی اُن عجیب و غریب حالتوں کا تصوّر کرو! یہ کون لوگ ہیں اور کس پاک بستی کے بسنے والے ہیں؟ کیا یہ اُسی زمین کے فرزند ہیں جو خُون اور آگ کی لعنتوں سے بھر گئی، اور صرف بربادیوں اور ہلاکتوں ہی کے لئے زندہ رہی؟ کیا یہ اسی آبادی سے نکل آئے ہیں جو سبعیت و خونخواری میں درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے غاروں سے بھی بدتر ہے، اور جہاں ایک انسان دُوسرے انسان کو اس طرح چیرتا پھاڑتا ہے کہ آج تک نہ تو سانپوں نے کبھی اِس طرح ڈسا اور نہ جنگلی سؤروں نے کبھی اِس طرح دانت مارے؟ کیا یہ اُسی نسل اور گھرانے کے لوگ ہیں جس نے خُدا کے رشتوں کو یکسر کاٹ ڈالا، اور اِس طرح اُس کی طرف سے مُنہ موڑ لیا کہ اُس کی بستیوں اور آبادیوں میں خُدا کے نام کے لئے ایک آواز اور ایک سانس بھی باقی نہ رہی؟ آہ، اگر

ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ یہ قدوسیوں کی سی معصومیّت، فرشتوں کی سی نورانیت، اور سچّے انسانوں کی سی محبّت ان میں کہاں سے آگئی ہے؟

سب کے ماحول کی ہمہ گیر یکسانیّت

تمام دُنیا نسلی تعصبات کے شعلوں میں جل رہی ہے، مگر دیکھو یہ دُنیا کی تمام نسلیں کس طرح بھائیوں اور عزیزوں کی طرح ایک مقام پر جمع ہیں اور سب ایک ہی حالت، ایک ہی وضع، ایک ہی لباس، ایک ہی قطع، ایک ہی مقصد اور ایک ہی صدا کے ساتھ ایک دوسرے سے جُڑے ہوئے ہیں؟ سب خدا کو پکار رہے ہیں، سب خدا ہی کیلئے حیران و سرگشتہ ہیں، سب کی عاجزیاں اور درماندگیاں خدا ہی کیلئے اُبھر آئی ہیں، سب کے اندر ایک ہی لگن اور ایک ہی ولولہ ہے، سب کے سامنے محبّتوں اور چاہتوں کیلئے اور پرستشوں اور بندگیوں کیلئے ایک ہی محبوب و مطلوب ہے، اور جبکہ تمام دُنیا کا محورِ عمل، نفس و ابلیس ہے، تو یہ سب صرف خدا کی عشق و محبّت میں خانہ ویراں ہو کر اور جنگلوں اور دریاؤں کو قطع کر کے دیوانوں اور بے خودوں کی طرح یہاں اکٹھے ہوئے ہیں! انہوں نے نہ صرف دُنیا کے مختلف گوشوں کو چھوڑا، بلکہ دُنیا کی خواہشوں اور ولولوں سے بھی کنارہ کش ہو گئے!

دِل سوختہ لوگوں کی بستی

اب یہ ایک بالکل نئی دُنیا ہے جس میں صرف عشقِ الٰہی کے زخمیوں اور سوختہ دلوں کی بستی آباد ہوئی ہے۔ یہاں نہ نفس کا گُزر ہے جو غرورِ بہیمی کا مبدأ ہے، اور نہ انسانی شرارتوں کو بار مل سکتا ہے جو خوں ریزی اور ظلم و سفاکی میں کُرۂ ارضی کی سب سے بڑی درندگی ہیں۔

رازونیازِ عبد و معبود

یہاں صرف آنسو ہیں جو عشق کی آنکھوں سے بہتے ہیں، صرف آہیں ہیں جو محبّت کے شعلوں سے دُھوئیں کی طرح اُٹھتی ہیں، صرف دل سے نکلی ہوئی صدائیں ہیں جو پاک دُعاؤں اور متقدّس نداؤں کی صورت میں زبانوں سے بلند ہو رہی ہیں، اور ہزاروں سال پیشتر کے عہدِ الٰہی اور راز و نیازِ عبدُ معبُود ہی کو تازہ کر رہی ہیں: لبّیک لبّیک، اللھم لبّیک، لا شریک لک لبّیک!

سِرِّ رُوحانیاں داری و لے خود را ندیدستی
بخوابِ خُود در آ تا قبلۂ رُوحانیاں بینی!

فصل ۳

رُوحانی مجمع کی تاریخِ حیات

قدّوس دوستوں کی دُعاء

یہ وہ مجمع ہے جس کی بُنیاد دُعاؤں نے ڈالی۔ جس نے دُعاؤں سے نشو و نُما پائی، جو صرف دُعاؤں ہی کے لئے قائم کیا گیا، جس کی ترکیب بھی اوّل سے لے کر آخر تک دُعاؤں ہی کے مناسک سے ہوئی، اور جو دُعاؤں ہی کی لازوال طاقت سے قائم ہے۔

سب سے پہلی دُعاء وہ تھی جو اس گھر کی بُنیاد رکھتے ہوئے خُدا کے دو قدّوس دوستوں کی زبان پر جاری ہوئی:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ '	اے پروردگار! ہمیں اپنا اطاعت شعار بنا اور ہماری نسل سے ایک اُمّت پیدا کر جو تیری مومن و

وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ، رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ، اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (۲ : ۱۲۸/۱۲۹)

مُسلم ہو، اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتلادے اور ہماری توبہ قبول کرلے۔ تُو تو بہت ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے، اور پھر اے پروردگا! ہماری نسل میں ایک اپنا رسول مبعوث کر جو اُس کے آگے تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور اُنہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور اُن کے اخلاق کا تزکیہ کردے۔

قبولیتِ دعا

سر بیابانِ حجاز کے قدوسِ لم یزل نے یہ دُعا قبول کرلی اور اپنی اُس اُمّتِ مسلمہ کو پیدا کیا جو فی الحقیقت وجودِ ابراہیمؑ کے اندر پنہاں تھی:

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا (۱۶ : ۱۲۰)

بیشک حضرت ابراہیم خلیلؑ اپنے وجودِ واحد کے اندر ایک پُوری قوم اور خُدا پرست اُمّت تھے!

یہ گھرانا درحقیقت دُنیا کی امامت اور ارضِ الٰہی کی وراثت کے لئے آباد کیا گیا تھا، اور اس کا عہد و میثاق روزِ اوّل ہی بندھ گیا تھا۔

اطاعت شعاروں کی سرفرازی، ظالموں کی محرومی

پس اس مقدس دُعا کی قبولیت نے اُمتِ مُسلمہ کو بھی قائم کیا، اور دُنیا کی تزکیہ اور تعلیمِ کتاب و حکمت کے لئے سلسلۂ ابراہیمی کے آخری رسول کو بھی مبعوث کیا، نیز جو امامت و پیشوائی اور خلافتِ فی الارض حضرت ابراہیم خلیل (علیٰ نبیّنا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کو دی گئی تھی، اُس کی وراثت اُن کی ذُرّیت و نسل ٹھہرائی گئی، البتہ بموجب اپنے عہد کے ظالموں کو اس سے محروم کردیا گیا۔ اس نسل کی جو لوگ اپنے نفس و رُوح کے لئے ظالم ہوئے اور خُدا کے مقدس نوشتوں کی اطاعت

سے سرکشی کی، اُن سے وہ امامتِ موعُودہ بھی چھین لی گئی، اور خلافتِ موہوبہ سے بھی محروم کردئے گئے کہ "لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ"!

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّھَوَاتِ ۔

(۱۹: ۵۹)

پھر اُن کے بعد وہ لوگ اُن کے جانشین ہوئے جنہوں نے صلوٰۃِ الٰہی کو ترک کردیا اور اپنی نفسانی خواہشوں کے بندے ہوگئے ۔

اقبال مندی اور تصویر نامُرادی

یہ دُعاؤں کا وعدہ تھا جس کا ظہور ہماری اقبال مندی وکامرانی کی تاریخ ہے، اور اسی طرح یہ دُعاؤں ہی کی ایک وعید بھی تھی جسکی سزائیں اور محرومیاں ہماری برگشتگی اور درماندگیوں کا ماتم ہیں! وہ ہم ہی تھے جو اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کے وارث ٹھہرائے گئے تھے، اور ہم ہی ہیں جو آج لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ کی تصویرِ نامُرادی ہیں!

ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْکُمْ وَ اَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ!

(۳: ۱۸۲ / ۸: ۵۱)

یہ سب کچھ اُن اعمال کا نتیجہ ہے جو خود اُنہوں نے اختیار کئے، ورنہ خدائے کریم تو اپنے بندوں کے لئے کبھی بھی ظالم نہیں ہوسکتا۔

اجتماعِ لاھُوتی کا ظہور

پس دُعاؤں کا یہ اجتماعِ لاہُوتی، اُمّتِ مُسلمہ کا یہ مجمعِ مُبارک، اور روحانیتِ مُقدسۂ ابراہیمیہ کا یہ مظہرِ عظیم وجلیل، قریب ہے کہ اُسی بیابانِ حجاز میں ظہور کرے جہاں خدائے ابراہیم ومحمد (علیہما السّلام) نے امامت وخلافتِ الٰہی کے لئے اوّلین دُعا کو سُنا، اور پھر ہمیشہ دُعاؤں کے سُننے اور اپنی پکاروں اور نداؤں کے بُلند ہونے کے لئے اُسے برگزیدہ کردیا۔

فصل (۴)

تصوّرِ کُوچ، تیسری ذی الحج

رُوحانیّتِ عُظمیٰ

جس وقت ...... ذی الحجہ کی تیسری تاریخ ہوگی (تو یہ) بادیہ نوَرْدانِ عشق آبادِ حجاز کے قافلے کُوچ کے لئے تیار ہوں گے۔ اُس وقت کا تصور کرو کہ وہ کیسا وقتِ عظیمہ ہوگا، جبکہ لاکھوں انسانوں کے اندر سے اُسوہ ابراہیمی کی رُوحانیّتِ عظمیٰ اپنے خُداوند کو بے قرارانہ پُکاریگی، اور اُس کے مُقدّس عہدِ میثاق کا رشتہ تازہ ہوگا؟ لاکھوں سر ہونگے جو بے قرارانہ خُداوند کے حضُور جُھکائے جائیں گے۔ لاکھوں پیشانیاں ہونگی جو اُس کی چوکھٹ پر گرائی جائینگی۔ لاکھوں دل ہوں گے جو اُس کے نظارۂ جمال کے عشق میں ڈُوب جائینگے، اور لاکھوں زبانیں ہوں گی جن سے اُس کے حضُور میں دُعائیں نکلیں گی۔

جمالِ عالم آراء کا جلوہ

پھر اُس وقت ایسا ہوگا کہ دریائے محبّتِ الٰہی جوش میں آئیگا، ملائکۂ مُقرّبین اُس کے خلوتِ وصال کو اُس کے دوستوں کے لئے خالی کردینگے، اور وہ اپنے جمالِ عالم آراء کے جلوے سے اس تمام محشرِ عشق وطلب کو ڈھانپ لیگا!

وقتِ عظیم کی غنیمت شماری

سو چاہیئے کہ اُس وقتِ عظیم وجلیل اور ایامِ الاھیۂ مخصوصہ کے حصُول کو غنیمت سمجھو، اور تم خواہ کہیں ہو اور کسی حال میں ہو، لیکن اپنی تمام قوّتوں اور تمام جذبوں سے کوشش کرو کہ تمہاری دعائیں بھی اُن دعاؤں کے ساتھ شامل ہوجائیں

اور تمہاری بے تابیاں اور بے قراریاں بھی ٹھیک اُسی وقت خُدا کے حضور رحمت طلب ہوں کہ یہ وقت پھر مُیسّر نہ آئیگا۔

فصل (۵)

وقت کی اہم ترین ضرُورت

اختتامِ روزِ ہجر اور عہدِ وصال کا آغاز

دُنیا انقلاب و تجدّد کے ایک مہیب عہد سے گُزر رہی ہے اور نئے موسم کی علامتوں نے ہر طرف طوفانوں اور بجلیوں کی ایک قیامتِ کُبریٰ بپا کر دی ہے۔ ممکن ہے کہ روزِ ہجر ختم ہونے والا اور عہدِ وصال کی ایک نئی رات شروع ہونے والی ہو۔ پس ضرور ہے کہ دن بھر جن لوگوں نے غفلت کی ہے، وہ اب عین شام کے وقت غفلت نہ کریں، کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ شام آگئی ہے اور چراغوں کا انتظام کرنا چاہیئے:۔

نصب العین مومن

ہاں، ہر مومن کو چاہیئے کہ وہ یکسر دُعاؤں میں ڈُوب جائے، اور ان مقدّس ایّام کے اندر صدقِ دل سے توبہ کرے، اور اپنے خُداوند سے اپنا معاملہ دُرست کرلے۔

یہ بڑا ہی سخت وقت ہے جس کی نوشتۂ الٰہی میں خبر دی گئی تھی۔ وہ وقتِ مُوعُودہ اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ آگیا ہے، اور زمین اپنے گناہوں کی پاداش میں اُلٹ دی گئی ہے۔ پس توبہ کرو اور اُس کے سامنے اپنی سرکشیوں کا سر مُجرموں کی طرح ڈال دو، اور تڑپ تڑپ کر وہ سب کچھ مانگو جس کو تمہارا دل چاہتا ہے، مگر تمہارے اعمال اس کے سزاوار نہیں ہیں۔

نفس پرستیوں کا گوسالہ

تم اُس کے حضور حج کے دن اور عید کی صبح کو جبکہ خلیل اللہ نے اپنی بیٹے کی گردن پر چھری رکھی تھی، مسکینوں اور لاچاروں کی طرح گر جاؤ، اپنی سرکشیوں اور نفس پرستیوں کے گوسالہ کو ذبح کر دو!

فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ۔ (۲:۵۴)

تم نے بچھڑے کو معبود ٹھہرالیا تھا لہٰذا اُس کی پاداش میں اپنے نفسوں کو قتل کرو!

اور گڑگڑا کر دُعا مانگو کہ خداوندا! زمین کی سب سے بڑی مُصیبت، انسانی معصیت کے سب سے بڑے عذاب اور انقلاب اقوام و ملل کے سب سے زیادہ مہیب موسم کے وقت ابراہیم و اسمٰعیلؑ کی ذُرّیت کو نہ بُھلائیو اور اُنکے گناہوں کو معاف کر دیجیو!

فصل (۶)

عید کے دِن کی یاد

دُعائے انابت

علی الخصوص عید کے دِن جب اُس کے حضور کھڑے ہو تو اپنے گُناہوں کو یاد کرو۔ تم میں ایک رُوح بھی ایسی نہ ہو جو تڑپتی نہ ہو، اور ایک آنکھ بھی ایسی نہ ہو جس سے آنسوؤں کے چشمے نہ بہہ رہے ہوں۔ یاد رکھو کہ دل کی آہوں اور آنکھوں کے آنسوؤں سے بڑھ کر اُس کی درگاہ میں کوئی شفیع نہیں ہو سکتا۔ پس جس طرح بھی ہو سکے، اپنے خُدا کو راضی کرو اور اُسے منالو، کیونکہ تم نے اپنی بدعملیوں سے اُسے غُصّہ دلایا اور اُس کے پاک حُکموں کی پرواہ نہ کی! اور تم یُوں پُکارو کہ "اے

ابراہیم اور اسمٰعیلؑ کے خُداوند! اور اے رسُولِ اُمّی کے پروردگار! ہم نے تیرے عہد کی پرواہ نہ کی اور اپنی بداعمالیوں سے تیری مُقدّس زمین کو ملوّث اور گھنونا کر دیا، لیکن اب ہم اپنی سزاؤں کو پہنچ چُکے اور ہم نے بڑے سے بڑا دُکھ اُٹھالیا۔ ہم مثل یتیم لڑکوں کے ہو گئے ہیں، جن کے والدین کو اُن سے جُدا کر دیا گیا ہو، کیونکہ ہمارا خُدا ہم سے راضی نہ رہا اور ہم غمگینی اور رُسوائی کے لئے چھوڑ دئے گئے۔ پر اے حیّ و قیّوم! اب ہم پر رحم کر، ہمارے قصُوروں کو معاف کر، اور ہم سے منہ نہ موڑ، گو ہماری خطائیں بے شمار ہیں، لیکن ہم سب تیرے ہی نام لیوا کہلاتے ہیں، اور تیری راہ میں دُکھ اُٹھانے کے لئے طیار ہیں!

اگرنہ بہرِ من، از بہرِ خُود عزیزم دار
کہ بندۂ خوبیٔ اوخوبیٔ خُداوندست!

تُو نہ ہم کو بھُول جا

اے ستّار و توّاب الرّحیم! کیا ہمارا غم دائمی ہے؟ کیا ہمارے خزاں کے لئے کبھی بہار نہیں؟ اور کیا ہمارے زخم کے لئے کوئی مرہم نہ ہوگا؟ اے نسلِ ابراہیمی کے اُمیدگاہ! تُو ہمیشہ کے لئے ہمیں نہ بھُول اور ہمیں اپنی طرف لوٹا لے۔ ہم تجھ سے ہمیشہ بھاگے ہیں مگر اب ہم تیری طرف لوٹ آئینگے، کیونکہ ہمیں کہیں پناہ نہ ملی!

امن و ہدایت کی صدائے بازگشت

تو ہمیں نیکی اور صداقت کے لئے چُن لے، اور اپنی ہدایت و عدالت کی تبلیغ کا بوجھ پھر ہماری گردنوں پر ڈال! دُنیا آج انتہائے ترقّی کے بعد بھی امن و عدالت کے لئے ایسی ہی تشنہ ہے، جیسی ظہورِ صداقتِ کُبریٰ کے اوّلین عہدِ جہالت میں تھی!

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ - (٧ : ٢٣)

اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کیا، اگر تُو نے ہمارا قصور نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہمارے لئے بربادی کے سوا کچھ نہیں!

اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ، وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ، بِيَدِكَ الْخَيْرُ، إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - (٣ : ٢٦)

خدایا! شاہی و جہانداری کے مالک! تُو جسے چاہے مُلک بخش دے، جس سے چاہے مُلک لے لے، جسے چاہے عزت دے دے، جسے چاہے ذلیل کر دے! تیرے ہی ہاتھ میں ہر طرح کی بھلائی کا سررشتہ ہے اور تیری قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں!

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ، رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا، إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ -

(٦٠ : ٤، ٥)

اے ہمارے پروردگار! ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا ہے تیری ہی طرف رجوع کرتے اور پھر تیری ہی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ پروردگار! ہمیں کافروں کا تختۂ مشق نہ بنانا۔ پروردگار! ہمیں بخش دے بیشک تُو ہی غالب حکمت والا ہے۔

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ - (٢ : ٢٥٠)

اے پروردگار! ہم پر صبر انڈیل دے اور اپنی راہ میں ثابت قدمی عطا کر، اور پھر ایسا کر کہ منکرینِ حق کے گروہ پر ہم فتحمند ہو جائیں۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ - (١٠ : ٨٥)

پروردگارا! ہمیں اس ظالم گروہ کے لئے آزمائش کا موجب بنائیو، بلکہ اپنی رحمت سے ایسا کیجیو کہ اس کافر گروہ کے پنجہ سے نجات پا جائیں!

رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا،

خدایا! تُو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو اس دنیا میں زیب و زینت کی چیزیں اور مال و

رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ، رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ۔

(۱۰ : ۸۸)

دولت کی شوکتیں بخشی ہیں، تو خدایا! کیا یہ اس لئے ہے کہ تیری راہ سے یہ لوگوں کو بھٹکائیں! خدایا! ان کی دولت زائل کر دے اور ان کے دلوں پر مُہر لگا دے کہ اُس وقت تک یقین نہ آئے جبتک عذاب دردناک اپنے سامنے نہ دیکھ لیں۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا۔ (۷۱ : ۲۶)

خدایا! مُنکرینِ حق کا ایک گھر بھی زمین پر بسنے نہ پائے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً، إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔

(۳ : ۸)

اے پروردگار! ہمیں سیدھے راستے لگا دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ڈانواں ڈول نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما! یقیناً تو ہی ہے کہ بخشش میں تجھ سے بڑا کوئی نہیں!

فصل (۷)

رحمت باری کی فراوانی کا دن

تلاش مومن قانت اور دعوت الی اللہ

(یوم الحج کا طلوع مقدس) سال بھر میں عالم اسلامی کے لئے یہ ایک ہی موقع تنبیہ افکار، وایقاظ ہمم، وتحریک قلوب، واستقبال وجوہ، واحیاء ارواح، وذہاب الی اللہ کا آتا ہے، جو فی الحقیقت دین الٰہی کے تمام آمال و اعمال کا مرکز و محور، اور حلقہ بگوشان ملت حنیفی کے لئے مبدأ تجدد و انقلاب ہے۔ جبکہ خدا اور اُس کے بندوں کے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رہتا، جب کہ

اُس کے حریمِ وصال کے دروازے کُھل جاتے ہیں، جبکہ اُسکی رحمت و نصرت کے ملائکۂ مسوّمین ایک ایک مومنِ قانت اور مسلمِ مُخلص کے دل کو ڈھونڈھتے ہیں اور اُسے خُدا کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دیتے ہیں کہ:

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا، اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (۳۹ : ۵۲)

اے میرے غافل بندو کہ تم نے عہدِ عبودیت و نیاز کو توڑ کر خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو! خواہ تمہاری بد اعمالیاں کیسی ہی سخت ہو رہی ہوں، تا ہم اگر اب بھی توبہ انابت کا سر جھکا دو، تو میں تمہارے تمام جُرموں کو بخش دُوں گا، کیونکہ میں بہت ہی بخشنے والا اور رحم فرما ہوں!

باز آ باز آ، ہر آنچہ ہستی باز آ ۔ گر کافر و گبر و بُت پرستی باز آ!
ایں درگہ ما درگہِ نومیدی نیست ۔ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ!

محرومی از برکاتِ وقتِ مجیب

اے عزیزانِ غفلت شعار، اے بقیۂ ماتم گزارانِ قافلۂ ملّت! تمہاری غفلتوں پر حسرت، تمہاری سرشاریوں پر صد افسوس، اور تمہاری عزائم فراموشیوں پر صد ہزار آہ و ماتم، اگر تم اِس وقتِ عظیم و مُجیب کی برکتوں سے محروم رہو..... اور اگر، تم اپنے دلہائے مجرُوح اور ارواحِ مضطر کو خُونباری و دجلہ ریزی کے لئے تیار نہ کرو!

جنگ اور صدیوں کی جنگ

تم کو اُس جنگ ..... کی بھی کچھ خبر ہے جو دُنیا کی سب سے بڑی ضعیف ہستی اور سب سے بڑی لازوال طاقت کے درمیان صدیوں سے جاری ہے، ..... جو تم میں اور تمہارے خُدائے قاہر و قیّوم میں برپا ہے، جس میں

آج تک کسی بڑی سے بڑی قوت نے بھی فتح نہ پائی، اور جس کی آخری شکست بڑی ہی الیم و معذّب ہے۔

...... تم اُس فاطر السمٰوات والارض کی لایزال ولم یزل طاقت پر ایمان نہیں لاتے...... تم کو یاد نہیں آتا کہ تم اس شہنشاہِ ارض و سما سے سرکش ہو گئے ہو، جو اپنی ایک نگہِ مشیت سے تمام نظامِ ارضین و سماوات کو اُلٹ دے سکتا ہے۔

بختِ خفتہ و طالعِ گم گشتہ

آہ، تمہاری غفلتوں پر اگر آسمان روئے اور زمین ماتم کرے، اگر مرغانِ ہوائی فغاں سنج ہوں اور سمندروں سے مچھلیاں غم کرنے کے لئے اُچھل پڑیں، جب بھی اس کا ماتم ختم نہ ہوگا۔ کیونکہ تمہارا ماتم تمام دُنیا کا ماتم ہے، اور چراغ کے بُجھنے کا رونا چراغ پر رونا نہیں ہے بلکہ گھر کی تاریکی پر رونا ہے......

...... تم دُوسروں کی بیداری کے افسانے سُن کر ترانہ سنجِ مدح و ثنا ہوتے ہو، مگر اپنے بختِ خفتہ و طالعِ گم گشتہ کو نہیں ڈھونڈھتے کہ وہ کہاں گم ہو گیا ہے؟ فآہ، آہ، ثم آہ، علیٰ ما فرطتم فی جنب اللہ!

درازیٔ شبِ بیداریٔ من این ہمہ نیست — ز بختِ من خبر آرید تا کجا خفت است؟

فصل (۸)

خُدائے قُدّوس سے صلح

نُصرتِ خُداوندی کی دامنگیری

جو جنگ تم میں اور تمہارے پروردگار کے درمیان جاری ہے، اُس کی

صُلح کی کوئی تدبیر نکالو۔ اگر تم نے اُس سے صُلح کر لی تو پھر اُس کی تمام دُنیا میں کوئی بھی نہیں ہے جو تم سے برسرِ پیکار ہوگا:

من له المولیٰ فله الکل:

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔(۳ : ۱۶۰)

اگر اللہ تمہیں غلبہ و نصرت عطا فرمائے تو پھر تم پر کوئی دُنیوی طاقت غالب نہیں آسکتی۔ لیکن اگر وُہی تمہیں ٹھکرائے تو پھر دُنیا میں کون ہے جو خُدا کے بعد تمہاری مدد کرسکتا ہے؟ پس اللہ ہی کی ذات ہے جس پر اہلِ ایمان بھروسہ کرتے ہیں!

آتشکدۂ محبّت کا اشتعال

.... تم ایک نظر میدانِ عرفات و منا کے اس سر و پا برہنہ گروہ پر ڈالو، جو سلانی یا ٹیوٹا نیک نسل کی مسابقت کے لئے نہیں بلکہ کلمۂ حق کی عظمت اور خدائے واحد کی پرستش و محبت کے لئے جمع ہو رہا ہے ....

.... اللہ کے خوف اور اُس کی جُستجو نے خود ان کے اندر ایک آتشکدۂ محبت مُشتعل کر دیا ہے، اور اُس کا دُھواں والہانہ صداؤں اور بیقرارانہ فریادوں کی صُورت میں اُن کی زبانوں سے اُٹھ رہا ہے:

جمالِ کعبہ مگر عذرِ رہرواں خواہد ۔۔۔ کہ جانِ خستہ دلاں سوخت در بیابانش

فصل ۹

تذکار اُسوۂ ابراھیمیؑ

عشق و ایثار کی گونج

اور دیکھو، یہ مجمعِ مُقدّس والٰہی کس واقعۂ کُبریٰ کی یادگار ہے، اور کس عہد

میثاقِ خداوندی کے تذکارِ عظیمہ کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھتا اور عالمِ ایمان و اسلام کو اُس کی طرف دعوت دیتا ہے؟ اگر چشمِ حقیقت باز اور سامعۂ بصیرت وا ہو، تو اِس ابراہیم کدۂ حجاز کا ایک ایک ذرّہ آج اس واقعۂ کُبریٰ اور آیتِ عظمیٰ کا افسانۂ حقیقت بیان کر رہا ہے، اور ملاءِ اعلیٰ اور عالمِ قُدس کا ایک ایک گوشۂ عشقِ ابراہیمی و ایثارِ اسمٰعیلی کے غلغلۂ رُوحانیت سے گونج رہا ہے:

شدیم خاک ولیکن بُوئے تُربتِ ما
تواں شناخت کزیں خاک مردمی خیزد

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا۔ (۱۹: ۵۰)

اُن میں سے ہر ایک کو ہم نے نبوّت دی تھی، اور اپنی رحمت کی بخشش سے سرفراز کیا تھا۔ نیز اُن سب کے لئے سچائی کی صدائیں بُلند کر دیں (جو کبھی خاموش ہونے والی نہیں!)

فدیۂ ذبحِ عظیم

یہ دراصل حقیقتِ اسلامی کی اُس عظیم الشّان قُربانی کی یادگار ہے جو حضرۃ ابراہیم علیہ السّلام نے اپنے جذبات و محبّتِ ماسوی اللہ کی اور حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنی جان و نفس کی ٹھیک اِسی ریگستان میں کی تھی، اور جو تمام نسلِ ابراہیمیؑ و اسمٰعیلیؑ کی رُوحانی قربانی کے فدیہ کے بعد قبول کر لی گئی کہ فی الحقیقت یہی فدیہ ذبحِ عظیم تھا:

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ، وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ! قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا، اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ، اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ،

اور جبکہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل، دونوں پر اطاعت و فدویتِ اسلامی طاری ہو گئی، اور حضرت ابراہیمؑ نے جوشِ قُربانی میں اپنے محبوب فرزند کو ماتھے کے بل گرا دیا تاکہ راہِ حق میں ذبح کر ڈالیں تو اُس وقت ہم نے پُکارا کہ اے ابراہیم بس کرو! بلاشبہ تم نے اپنے رؤیا، صادقہ کو

وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ (۳۷ : ۱۰۷)

پُورا کر دکھلایا۔ ہم اسی طرح اربابِ حق و احسان کو اُنکی جاں فروشیوں اور قربانیوں کا صلہ دیا کرتے ہیں، چنانچہ ہم نے یہ قربانی اس طرح قبول کر لی کہ اِس کے فدیے میں ایک بہت ہی عظیم الشان اور دائمی قربانی قرار دے دی!

ایمان باللہ کا دار و مدار

یہ قربانی جس کا خُون ہر سال میدانِ منیٰ میں جوش زن ہوتا ہے، اور یہ ذبحِ عظیم جس کی ہر مُسلمان شوق و ذوق سے طیاری کرتا ہے، فی الحقیقت اسلام کی حقیقتِ اعلیٰ کی ایک تمثیل ہے، جس کے پردے میں بتلایا گیا ہے کہ ایمان باللہ کا دار و مدار قربانی اور خُونِ شہادت پر ہے، اور جب تک یہ مقام ذہاب الی اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ حاصل نہ ہو، اُس وقت تک کوئی ہستی مومن و مُسلم نہیں، ہو سکتی!

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

(اے پیغمبر!) مُسلمانوں سے کہہ دے: اگر ایسا ہے کہ تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تُمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہاری برادری، تمہارا مال جو تم نے کمایا ہو، تمہاری تجارت جس کے مندا پڑ جانے سے ڈرتے ہو، تمہارے رہنے کے مکانات جو تمہیں اِس قدر پسند ہیں یہ ساری چیزیں تمہیں اللہ سے، اُس کے رسُول سے، اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہیں (تو کلمۂ حق تمہارا مُحتاج نہیں)، انتظار کرو، یہاں تک کہ جو کچھ خُدا کو کرنا ہے، وہ تمہارے سامنے لے آئے، اور (اللہ تعالیٰ کا مقررہ قانون ہے کہ وہ)

الْفٰسِقِیْنَ۔ (۹: ۲۴) | فاسقوں پر (کامیابی وسعادت کی راہ نہیں) کھولتا۔

فصل ۱۰

میثاقِ ابراہیمی کی یادگار

امامت و خلافت اُمّتِ مسلمہ کا عہد

اور پھر یہ یوم الحج کا طلوع درحقیقت اُس وعدۂ الٰہی اور عہد و میثاقِ ربانی کی یادگار رہے، جو حضرت ابراہیمؑ سے اُمّتِ مسلمہ کی امامت و خلافت فی الارض کے لئے خدا نے باندھا تھا:

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ (۲: ۱۲۴)

اور جبکہ ابراہیم کو اُس کے پروردگار نے حقیقتِ اسلامی کی قربانی اور معرفتِ دینِ فطری کی چند آزمائشوں میں ڈالا اور اُس نے انہیں پورا کیا۔ یعنی اپنے جگر گوشے کے گلے پر چھری رکھ دی اور چاند اور سورج اور تمام مظاہرِ خلقت و مادیت سے منہ موڑ کر صرف دینِ فطری و الٰہی کی طرف متوجہ ہو گیا، تو اُس وقت ہم نے اسے بشارت دی کہ آج سے تمہیں انسانوں کی امامت و خلافت عطا کی جاتی ہے۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ نے سوال کیا کہ "اور میری نسل کو بھی؟" فرمایا کہ "ہاں مگر اُن کو نہیں جو ہمارے عہد و میثاق کی پرواہ نہ کریں اور اُسے ظالمانہ توڑ دیں!"

جلال و قدوسیت کا نشیمن

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کیا اور حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کی نسلِ روحانی و جسمانی کو دُنیا کی امامت عطا فرمائی۔ پہلے اس کا ظہور بنی اسرائیل کی خلافت و امامت کی صورت میں ہوا، اور پھر جب یروشلم کا ہیکل اور شام کے مرغزار اُس کی محبت واطاعت کے سزاوار نہ رہے تو اُس نے بنی اسمٰعیل کی قربان گاہِ عرب اور وادیٔ بطحاؤ یثرب کے ریگستانوں کو اپنے جلال و قدوسیت کا نشیمن بنایا!

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ۔ (۱۰ : ۱۴)	اور پھر ان کے بعد ہم نے تمہیں زمین کی خلافت عطا کی، تاکہ دیکھیں کہ (پھر) تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں؟

ایفائے عہد و وعید غمگینی

سو اے پیروانِ دینِ ابراہیمی! و اے وابستگانِ نسلِ اسمٰعیلی! اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کا وعدہ بھی پورا ہو چکا، اور لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ کی وعید کی غمگینی و رسوائی بھی تم دیکھ چکے:

وَصَرَّفْنَا فِیْهِ مِنَ الْوَعِیْدِ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ اَوْ یُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا! (۲۰ : ۱۱۳)	اور ہم نے قرآنِ حکیم میں اپنی وعید اور اُس کو نتائج بیان کر دئے، تاکہ لوگ ڈریں یا اس کی وجہ سے اُن کے دلوں میں عبرت و بصیرت پیدا ہو!

وعدہ اور وعید کی یادِ تازہ

یہ یوم الحج کا آفتاب ہر سال اس لئے فاران کی چوٹیوں اور جبلِ رحمت کی وادیوں پر طلوع ہوتا ہے، تاکہ اُس وعدہ و وعید کی یاد تازہ کرے، اور اِس اُمتِ مسلمہ کو میثاقِ الٰہی یاد دلائے جس کا ظہور اسی بیابانِ حجاز کی دُعاؤں سے ہوا تھا۔

فصل ۱۱

امامتِ ارضی کی میراث

گم گردہ رحمتوں کی تلاش

پس وہ دن آگیا اور خُدا کی رحمتوں اور برکتوں کی سب سے بڑی گھڑی تُمہارے سامنے ہے۔

یہی وہ وقت ہے کہ اُمّتِ مُسلمہ آخری مرتبہ اپنے عہد و میثاق کو یاد کرے، اور جبکہ خُدا کے قہر نے زمین کے فساد کو ڈھانپ لیا ہے تو وہ اُس کی گُم کردہ رحمتوں اور برکتوں کی تلاش میں نکلے۔

حقیقتِ اسلامی کی قربانی

تم دُنیا کے تغیرات اور نقشۂ امن و جنگ کی تبدیلیوں میں محو ہو گئے ہو۔ مگر تُم خُود اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتے، جس سے تمام عالم کی تبدیلی وابستہ ہے؟ اِس تبدیلی کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ حقیقتِ اسلامی کی اُس قُربانی کو اپنے رُوح و قلب پر طاری کرو جس کی یادگار میں ہر سال تمہارا ہاتھ ظاہری قُربانی کی چُھری پکڑتا ہے اور تم خُدا کے حضور خُون بہاتے ہو۔

محبُوبات و مطلوبات سپُردِ خُدا

پھر اُس کے ساتھ ہی اللہ کے حضور گر جاؤ، اپنے تمام اعمالِ زندگی کے اندر اُس کے مُقدّس حکموں کے عشق و اطاعت کی رُوح پیدا کرو، توبہ وانابت کے آنسو بہا کر اور عجز و بے قراری کی تڑپ پیدا کر کے اُس کے سامنے مجرموں کی طرح خاکِ عجز و نیاز پر لوٹو، اور اپنی جانوں کو، اپنے مال

متاع کو، اپنے اہل وعیال کو، اپنی تمام محبوبات ومطلوبات کو، اُس کے لئے، اُس کے کلمۂ مقدس کے لئے، اُس کی ملت مرحومہ کے لئے، اور اُسکی صداقت اور عدالت کے لئے اُس کے سپرد کر دو۔

قبولیت بخشنے والا خُدا

وہ خُدا جس نے ابراہیمؑ کی دُعا سُنی، جس نے اسمٰعیلؑ کی قربانی کو قبول کیا، جس نے وادیٔ غیر ذی زرع کو ظہورِ رسالتِ کُبریٰ سے مرکزِ مشارق ومغارب ومجمعِ اوّلین وآخرین بنایا، اگر تمہاری بداعمالیوں اور سرکشیوں کی وجہ سے تمہیں ٹھکرا سکتا تھا، تو آج وہ تمہیں پیار بھی کر سکتا ہے، تمہاری دُعاؤں کو بھی سُن سکتا ہے۔

کھوئی ہوئی میراث کی واپسی

پس توبہ کرو، اپنے عزائم واعمالِ مقدسہ کو زندہ کرو، دُعائیں مانگو، اور خُداوندِ حجاز کو پُکارو، تا تمہاری کھوئی ہوئی میراث پھر تمہیں واپس مل جائے، تمہارے غمگینی کے دن ختم ہوں، اور لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِيْنَ کے زمرے سے نکل کر اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کے حزبُ اللہ میں داخل ہو جاؤ:

ذَالِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ! ذَالِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ۔

(۲: ۲۳۲)

تُم میں سے ہر اُس انسان کو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اِس حکم کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے! اِسی بات میں تمہارے لئے زیادہ برکت اور زیادہ پاکیزگی ہے!

باب (۲)

مقاصدِ حج کا لُبِّ لُباب

فصل ۱

عباداتِ اسلامیہ کی امتیازی خصوصیت

نماز

دُنیا کے تمام مذاہب میں اسلام کی ایک مابہ الامتیاز خصوصیت یہ ہے کہ اُس نے تمام عبادات و اعمال کا ایک مقصد مُتعین کیا۔ اور اُس مقصد کو نہایت صراحت کے ساتھ ظاہر کر دیا۔

نماز کے متعلق تصریح کی:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ (۲۹ : ۴۵)	نماز ہر قسم کی بداخلاقیوں سے انسان کو روکتی ہے۔

روزہ

روزے کے متعلق فرمایا:

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (۲ : ۱۸۳)	روزے کے ذریعہ تم پرہیزگار بن جاؤ گے۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ کی نسبت بیان کیا:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا۔ (۹: ۱۰۳)

اُن کے مال و دولت میں سے ایک حصہ بطور صدقہ کے لے لو، کیونکہ تم اِس کے ذریعہ اُن کو بخل اور حرص و طمع کی بداخلاقیوں سے پاک صاف کر سکو گے۔

صدقہ

احادیث نے اس سے زیادہ تصریح کر دی ہے:

الصدقۃ اوساخ المسلمین تؤخذ اغنیائھم وترد الی فقراء ھم۔

صدقہ مسلمانوں کے دل کا میل ہے، اُنکو دولتمندوں سے لے کر اُنکے محتاجوں کو دے دیا جاتا ہے۔

حج

اسی طرح خداوند تعالیٰ نے حج کے فوائد و منافع کو بھی نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا:

لِیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ یَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ۔ (۲۲: ۲۸)

حج کا اصلی مقصد یہ ہے کہ لوگ اپنے اپنے فوائد کو حاصل کریں اور اس کے ساتھ ہی چند مخصوص دنوں میں خدا کو یاد بھی کر لیا کریں۔

فصل (۲)

حج اور تجارت بین الملی

مقصدِ خصوصی

اس (مذکورہ) آیت میں قرآن حکیم نے جن فوائد کو حج کا مقصد قرار دیا ہے اُن سے اجتماعی و اقتصادی فوائد مُراد ہیں، اور یہ حج کا ایک ایسا اہم مقصد ہے کہ ابتدا میں جب صحابہ کرام نے دینی مقاصد کے منافی سمجھ کر اِسے بالکل چھوڑ دینا

چاہا تو اللہ نے ایک خاص آیت نازل فرمائی:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ - (۲ : ۱۹۸)	اگر زمانۂ حج میں تجارتی فوائد حاصل کرو تو اس میں مذہب کا کوئی نقصان نہیں۔

اقتصادیات و تمدن عرب

قرآنِ حکیم کا عام طرزِ خطاب یہ ہے کہ وہ جزئیات سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرتا، اُس کی توجہ ہمیشہ اہم باتوں کی طرف مبذول رہتی ہے۔ اِس بناء پر خداوند تعالیٰ نے جس قسم کی تجارت کو حج کا مقصد قرار دیا اور اُس کی ترغیب جو افزائی کی، وہ عرب کی اقتصادی و تمدنی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ تھا۔

عرب اگرچہ ایک بادیہ نشین اور غیر متمدن قوم تھی، تاہم معاش کی ضرورتوں نے اُس کو تمدن کی ایک عظیم الشان شاخ یعنی تجارت کی طرف ابتدا ہی سے متوجہ کر دیا تھا۔ قریش کا قافلہ عموماً شام وغیرہ کے اطراف میں مال لے کر جایا کرتا تھا، اور اِن لوگوں نے وہاں کے رہنے والوں سے مستقل طور پر تجارتی تعلقات پیدا کر لئے تھے۔ خود مکہ کے متصل عکاظ اور ذو المجاز وغیرہ متعدد بازار قائم تھے، اور وہ حج کے زمانے میں اچھی خاصی تجارتی منڈی بن جاتے تھے۔

تجارتِ بین الاقوام کا قیام

پس اہلِ عرب کو نفسِ تجارت کی طرف متوجہ کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی، لیکن اسلام جو عظیم الشان و عالمگیر مدنیت پیدا کرنا چاہتا تھا، اُسکی گرم بازاری کے لئے عکاظ، ذو المجنہ اور ذو المجاز کی وسعت کافی نہ تھی، وہ دُنیا کی تمام متمدن قوموں کی طرح تجارتِ بین الاقوام کا مستقل سلسلہ قائم کرنا چاہتا تھا، کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ عنقریب آفتابِ اسلام حجاز کی پہاڑیوں سے بلند ہو کر تمام بحر و بر پر چمکنے والا ہے۔

تمدن کی منفعتِ عظیمہ

پس اِس آیتِ کریمہ میں جن اقتصادی و تجارتی فوائد کی طرف اشارہ کیا ہے وہ ایک وسیع بین المللی تجارت کا قیام ہے، ورنہ اہلِ عرب جس قسم کی تجارت کرتے تھے، وہ تو ہر حالت میں قائم رکھی جا سکتی تھی، اور قائم تھی۔ البتہ تجارتِ بین الاقوام کا سلسلہ بالکل قیامِ امن و بسطِ عدل و اجتماعِ عام پر موقوف تھا، اِس لئے جب کامل امن و امان ہوگیا اور حج نے راستے کے تمام نشیب و فراز ہموار کر دئے، تو اُس وقت خدا نے مسلمانوں کو تمدن کی اِس منفعتِ عظیمہ کی ترغیبِ عام دی۔

فصل (۳)

مقاصدِ اعلیٰ و حقیقیہ

مطالبِ قرآن کا عام و خاص طرزِ خطاب

لیکن اِس تصریح و توضیح کے علاوہ قرآنِ حکیم کا ایک طرزِ خطاب اور بھی ہے جو صرف خواص کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ قرآنِ حکیم کا عام اندازِ بیان یہ ہے کہ وہ جن مطالب کو عام طور پر ذہن نشین کرنا چاہتا ہے، یا کم از کم وہ ہر شخص کی سمجھ میں آسکتے ہیں، اُن کو تو نہایت کھلے الفاظ میں ادا کر دیتا ہے، لیکن جن مطالبِ دقیقہ کے مخاطب صرف خواص ہوتے ہیں اور وہ عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آسکتے، اُن کو صرف اشارات و کنایات میں ادا کرتا ہے۔

اہم ترین مقصد

مقاصدِ حج میں تجارت ایک ایسی چیز تھی جس کا تعلق ہر شخص کے ساتھ تھا، اور اُس کے فوائد و منافع عام طور پر سمجھ میں آسکتے تھے، اِس لئے خدا نے

اُس کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا۔ لیکن حج کا ایک اہم مقصد اور بھی تھا۔ جس کو اگرچہ صراحتاً بیان نہیں کیا گیا، لیکن قدم قدم پر اُس کی طرف اِس کثرت سے اشارے کئے کہ اگر اُن تمام آیتوں کو جمع کر دیا جائے تو کئی صفحے صرف اِنہی سے لبریز ہو جائیں۔

باوجودِ ابہام حقیقت بے نقاب

حقائق و معارفِ الٰہیہ کے اظہار میں قرآن حکیم نے عموماً اِسی قسم کا طرزِ خطاب اختیار کیا ہے جس سے باوجود ابہام کے حقیقت کا چہرہ بالکل بے نقاب ہو جاتا ہے: وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ!

ارشاد و ہدایت کا بین المللی مرکز

سفرِ حج درحقیقت انسانی ترقیوں کے تمام مراحل کا مجموعہ ہے۔ اُس کے ذریعہ انسان تجارت بھی کر سکتا ہے، علمی تحقیقات بھی کر سکتا ہے، جغرافیا اور سیاحتِ علمیہ کے فوائد بھی حاصل کر سکتا ہے، مختلف قوموں کے تمدن و تہذیب سے آشنا بھی ہو سکتا ہے، اُن میں باہم ارتباط و علائق بھی پیدا ہو سکتے ہیں، اشاعتِ مذہب و تبلیغِ حق و معروف کا فرض بھی انجام دے سکتا ہے، سب سے آخر اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمام عالم کی اصلاح و ہدایت، وانسدادِ مظالم و فتن، وقلع وقمع کفار و مفسدین، واعلان جہادِ فی سبیل الحق والعدالت کے لئے بھی وہ ایک بین المللی مرکز و مجمع عمومِ اہلِ ارض کا حکم رکھتا ہے۔

فصل (۴)

اُمّتِ مُسلمہ کی قومیّت

عام ترقیوں کا سنگِ بُنیاد

لیکن اِن تمام چیزوں سے مقدّم اور اِن تمام ترقیوں کا سنگِ بُنیاد ایک خاص اُمتِ مُسلمہ اور حزب اللہ کا پیدا کرنا اور اُس کا استحکام و نشوو نما تھا۔

حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السّلام نے حج کا مقصدِ اوّلین اسی کو قرار دیا تھا:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ، وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَ تُبْ عَلَیْنَا، اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ - (۲ : ۱۲۸)

اے پروردگار! (اپنے فضل و کرم سے) ہمیں ایسی توفیق دے کہ ہم سچّے مُسلم (یعنی تیری حکموں کے فرمانبردار) ہوجائیں، اور ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی اُمّت پیدا کردے جو تیرے حکموں کی فرمانبردار ہو۔ خُدایا! ہمیں ہماری عبادت کے (سچّے) طور طریقے بتلادے، اور ہمارے قصوروں سے درگزر کر۔ بلاشُبہ تیری ہی ذات ہے جو رحمت سے درگزر کرنے والی ہو اور جسکی رحیمانہ درگزر کی کوئی انتہا نہیں!

آب و ہوا کا اثر

لیکن جس قالب میں قومیّت کا ڈھانچہ تیار ہوتا ہے، اُس میں دو قوتیں نہایت شدّت اور وُسعت کے ساتھ عمل کرتی ہیں: آب و ہوا اور مذہب۔ آب و ہوا اور جغرافیانہ حدودِ طبیعیہ اگرچہ قومیّت کے تمام اجزاء کو نہایت وسعت کے ساتھ احاطہ کر لیتے ہیں، لیکن اُن کے حلقۂ اثر میں کوئی دُوسری قوم نہیں داخل ہوسکتی!

مذہب کا حلقۂ اثر

یورپ اور ہندوستان کی قدیم قومیت نے صرف ایک محدود حصۂ دنیا میں نشو ونما پائی ہے، اور آب وہوا کے اثر نے اُن کو دنیا کی تمام قوموں سے بالکل الگ تھلگ کر دیا ہے۔ لیکن مذہب کا حلقۂ اثر نہایت وسیع ہوتا ہے وہ ایک محدود قطعۂ زمین میں اپنا عمل نہیں کرتا، بلکہ دُنیا کے ہر حصے کو اپنی آغوش میں جگہ دیتا ہے۔ کرۂ آب وہوا کا طوفان خیز تصادم اپنے ساحل پر کسی غیر قوم کو آنے نہیں دیتا، مگر مذہب کا ابر کرم اپنے سائے میں تمام دُنیا کو لے لیتا ہے۔

عظیم الشان قومیت کا مایۂ خمیر

حضرت ابراہیم علیہ السلام جس عظیم الشان قوم کا خاکہ تیار کر رہے تھے، اُس کا مایۂ خمیر صرف مذہب تھا، اور اُس کی رُوحانی ترکیب، عنصر آب وہوا کی آمیزش سے بالکل بے نیاز تھی۔ جماعت قائم ہو کر اگرچہ ایک محسوس مادی شکل میں نظر آتی ہے، لیکن درحقیقت اُس کا نظام ترکیبی بالکل رُوحانی طریقہ پر مرتب ہوتا ہے، جس کو صرف جذبات وخیالات، بلکہ عام معنوں میں صرف قوائے دماغیہ کا اتحاد واشتراک ترتیب دیتا ہے۔

رابطۂ اتحادِ مذہبی کا استحکام

اس بناء پر اس قوم کے پیدا ہونے سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مذہبی رابطۂ اتحاد کے سر رشتہ کو مُستحکم کیا:

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ: يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ

جبکہ ابراہیم سے اُس کے خُدا نے کہا کہ صرف ہماری ہی فرمانبرداری کرو تو انہوں نے جواب دیا کہ میں مُسلم ہوا پروردگار عالم کے لئے، اور پھر اسی طریقۂ اسلامی کی انہوں نے اور یعقوب نے اپنی نسل کو وصیت کی اور کہا کہ خُدا نے تمہارے لئے ایک

اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ (۲: ۱۳۱، ۱۳۲)

نہایت برگزیدہ دین منتخب کر دیا ہے۔ تم اُس پر عمر بھر قائم رہنا اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔

فصل ۵

قومیّتِ جدیدہ کی نشئتِ اُولیٰ

ظہور و تکمیل کا مُقدّس آشیانہ

لیکن جماعت عموماً اپنے مجموعۂ عقاید کو مُجسّم طور پر دُنیا کے فضائے بسیط میں دیکھنا چاہتی ہے، اور اُس کے ذریعہ اپنی قومیّت کے قدیم عہدِ مودّت کو تازہ کرتی ہے۔ اس لئے اُنہوں نے اِس جدید النّشئت قومیت کے ظہور و تکمیل کے لئے ایک نہایت مُقدّس اور وسیع آشیانہ تیّار کیا:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ (۲: ۱۲۷)

جب ابراہیم اور اسمٰعیل خانۂ کعبہ کی بُنیاد ڈال رہے تھے تو یہ دُعا اُن کی زبانوں پر تھی: خُدایا! ہماری اِس خدمت کو قبول کر لے! تُو دُعاؤں کا سُننے والا اور نیّتوں کا جاننے والا ہے!

رُوحانی جماعت کا قالب

یہ صرف اینٹ پتّھر کا گھر نہ تھا بلکہ ایک رُوحانی جماعت کے قالب کا آب و گِل تھا، اِس لئے جب وہ تیار ہو گیا تو اُنہوں نے اُس جماعت کے پیدا ہونے کی دُعا کی: رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ۔

وصیّتِ ابراہیمی

اب یہ قوم پیدا ہو گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی آخری وصیّت

کے ذریعہ اِس رُوحانی سررشتۂ حیات کو اُس کے حوالے کر دیا:

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۗ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۲: ۱۳۲)

اور ابراہیمؑ و یعقوبؑ دونوں نے اِس رُوحانی طریقۂ نشوونُما کی اپنے اپنے بیٹوں کو وصیّت کی کہ خُدا نے تمہارے لئے ایک برگزیدہ دین منتخب فرما دیا ہے، تم اُس پر (مرتے دم تک) قائم رہنا!

وصیّت حضرت یعقوبؑ

اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِىْ ۗ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔

(۲: ۱۳۴)

اور پھر کیا تم اُس وقت موجود تھے جب یعقوبؑ کے سر پر موت آ کھڑی ہوئی اور اُس آخری وقت میں اُنہوں نے اپنے بیٹوں سے پُوچھا: میرے بعد کس چیز کی پُوجا کرو گے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم تیرے اور تیرے مُقدّس باپ ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ کے خدائے واحد کی عبادت کرینگے، اور ہم اُسی کے فرمانبردار بندے ہیں!

فصل ۶

آثار قائمہ و ثابتہ اُمّتِ مُسلِمہ

مُقدّس یادگاروں کا ذخیرہ

اب اگرچہ یہ جماعت دُنیا میں موجود نہ تھی اور اُس کے آثارِ صالحہ کو زمانے نے بے اثر کر دیا تھا:

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ (۲: ۱۴۱)

وہ قوم گزر گئی، اُس نے جو کام کئے، اُسکے نتائج اُس کیلئے تھے اور تم جو کچھ کرو گے اُس کے نتائج تمہارے لئے ہونگے۔

لیکن اُس کی تربیت ونشوونما کا عہدِ قدیم اب تک دستبُردِ زمانہ سے بچا ہوُا تھا، اور اپنے آغوش میں مُقدس یادگاروں ایک وسیع ذخیرہ رکھتا تھا۔ اُس کے اندر اب تک آبِ زمزم لہریں لے رہا تھا، صفا و مروہ کی چوٹیوں کی گردنیں اب تک بلند تھیں، مذبحِ اسمٰعیلؑ اب تک مذہب کے گرم خون سے رنگین تھا، حجرِ اسود اب تک بوسہ گاہِ خلق تھا، مشاعرِ ابراہیمؑ اب تک قائم تھی، عرفات کے حدود میں اب تک کوئی تبدیلی نہیں کی گئی تھی۔

دُعائے تجدید و نفخ رُوحی

غرضکہ اُس کے اندر خُدا کے سوا سب کچھ تھا اور صرف اُسی کی جمالِ جہاں آرا کی کمی تھی۔ اس لئے اُس کی تجدید و نفخِ رُوح کے لئے ایک مدّت کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دُعا کا سب سے آخری نتیجہ ظاہر ہوُا۔ اُنہوں نے کعبۃ اللہ کی بُنیاد رکھتے ہوئے دُعا کی تھی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ (۲ : ۱۱۹)

خُدایا! اُن کے درمیان اُنہی لوگوں میں سے ایک پیغمبر بھیج کہ وہ اُن کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دے، اور اُن کے نفوس کا تزکیہ کر دے، تُو بڑا صاحبِ اختیار اور صاحبِ حکمت ہے!

ظہورِ رحمۃ للعالمین

چنانچہ اس کا ظہور وجودِ مُقدس حضرت رحمۃ للعالمین وختم المُرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی صورت میں ہوُا جو ٹھیک اِس دُعا کا پیکرِ ممثل تھا:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ

وہ خُدا جس نے ایک غیر متمدن قوم میں سے اپنا ایک رسول پیدا کیا، جو اللہ کی آیات اُن کو سُناتا ہے، اُن کے

اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ (۲:۶۲)	نفس کا تزکیہ کرتا ہے، اور اُنھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

تربیت یافتہ جماعت

پس اُنہوں نے جو قوم پیدا کردی تھی، اُسی کے اندر سے ایک پیغمبر اُٹھا۔ اُس نے اِس گھر میں سب سے پہلے خُدا کو ڈھونڈھنا شروع کیا، لیکن وہ اینٹ پتھر کے ڈھیر میں بالکل چھُپ گیا تھا۔ فتح مکہ نے اُس انبار کو ہٹا دیا تو خُدا کے نُور سے قندیلِ حرم پھر روشن ہوگئی۔ وہ قوم جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے دُعا فرمائی تھی، اِس پیغمبر کے فیضِ صحبت سے بالکل مزکّٰی و تربیت یافتہ ہوگئی تھی۔

تجدید واحیائے مذہب

اب ایک مرکز پر جمع کرکے اُس کے مذہبی جذبات کو صرف جلا دینا باقی تھا۔ چنانچہ اُس کے خانۂ کعبہ کے اندر لاکر کھڑا کردیا گیا، اور اُس کی مقدس قدیم مذہبی یادگاروں کی تجدید و احیاء سے اُس کے مذہبی جذبات کو بالکل پُختہ و مستحکم کردیا۔

سعی صفا و مروہ

کبھی اُن سے کہا گیا:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ، فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا، (۲:۱۵۸)	صفا و مروہ خُدا کی قائم کی ہوئی یادگاریں ہیں، پس جو لوگ حج یا عمرہ کرتے ہیں، اُن پر ان دونوں کے درمیان طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مشعر الحرام کی یاد

کبھی اُن کو مشعرِ حرام کی یاد دلائی گئی:

فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ۔ (۲: ۱۹۸)	جب عرفات سے لوٹو تو مشعرِ حرام (مزدلفہ) کے نزدیک خدا کی یاد کرو!

خانۂ کعبہ کی قدیم ترین یادگار

خانۂ کعبہ خود دُنیا کی سب سے قدیم یادگار تھی، لیکن اُس کی ایک ایک یادگار کو نمایاں تر کیا گیا:

فِيۡهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِيۡمَ (۳: ۹۷)	اُس میں بہت سی کھُلی ہوئی نشانیاں ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک نشانی حضرت ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔

نقشِ پا، سجدہ گاہِ خلق

لیکن جو لوگ خدا کی راہ میں ثابت قدم رہے، اُن کے نقشِ پا سجدہ گاہِ خلق ہونے کے مستحق تھے۔ اِس لئے حکم دیا گیا:

وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهِيۡمَ مُصَلًّى۔ (۲: ۱۲۵)	اور ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو اپنا مُصلّٰی بنالو!

مادّی اور رُوحانی یادگاریں

مادّی یادگاروں کی زیارت صرف سیر و تفریح کے لئے کی جاتی ہے، لیکن رُوحانی یادگاروں سے صرف دل کی آنکھیں ہی بصیرت حاصل کرسکتی ہیں، اِس لئے اُن کے ادب و احترام کو اتقا و تبصر کی دلیل قرار دیا گیا:

وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ۔ (۲۲: ۳۲)	اور جو لوگ خدا کی قائم کی ہوئی یادگاروں کی تعظیم کرتے ہیں، تو یہ تعظیم اُن کے دلوں کی پرہیزگاری پر دلالت کرتی ہے۔
وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ۔ (۲۲: ۳۰)	اور جو شخص خدا کی قرار کی ہوئی قابلِ ادب چیزوں کا احترام کرتا ہے تو خدا کے نزدیک اِس کا نتیجہ اُسکے حق میں بہتر ہے

رُوحانی اثر و نفوذ

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اِن مُقدّس یادگاروں کے رُوحانی اثر و نفوذ کو دِلوں میں جذب کرا دینا چاہتے تھے، اِس لئے خاص طور پر لوگوں کو اُن کی طرف مُتوجّہ فرماتے رہتے تھے:

عِنۡدَ ہٗ مَشَاعِرِ اَبِیۡکُمۡ اِبۡرَاہِیۡمَ۔	خُوب غور سے دیکھو اور بصیرت حاصل کرو، کیونکہ یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی یادگار ہیں!

فصل (۷)

اعلانِ تکمیلِ دین

فراموش کردہ روشِ مِلّتِ ابراہیمی

جب اسلام نے اس جدید النّشؤت قوم کے وجود کی تکمیل کردی اور خانۂ کعبہ کی اِن مُقدّس یادگاروں کی رُوحانیّت نے اُس کی قومیّت کے شیرازہ کو مُستحکم کر دیا، تو پھر مِلّتِ ابراہیمی کی فراموش کردہ روش دکھا دی گئی:

فَاتَّبِعُوۡا مِلَّۃَ اِبۡرَاہِیۡمَ حَنِیۡفًا، وَمَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ۔ (۳: ۹۵)	پس ابراہیمؑ کے طریقہ کی پیروی کرو جو صرف ایک خُدا کے ہو رہے تھے۔

کمالِ دین کا استحکام

اب تمام عرب نے ایک خطِ مُستقیم کو اپنا مرکز بنا لیا، اور قدیم خطوطِ مُنحنہ حرفِ غلط کی طرح مٹا دئے گئے۔ جب یہ سب کچھ ہو چکا تو اُس کے بعد خُدائے ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کا سب سے بڑا احسان پُورا ہوگیا:

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ	آج میں نے تمہارے اُس دین کو کامل کر دیا جس نے تم کو ایک

وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (۵ : ۳)

قومیت کے رشتے میں منسلک کردیا ہے اور اپنے تمام احسانات تم پر پورے کردئے، اور تمہارے لئے صرف ایک دین اسلام ہی کو منتخب کیا۔

باب (۳)

تاریخ فرضیتِ حج کا ایک لمحۂ فکریہ

فصل (۱)

دعوتِ ابراہیمی کی صدائے بازگشت

دعوتِ عام

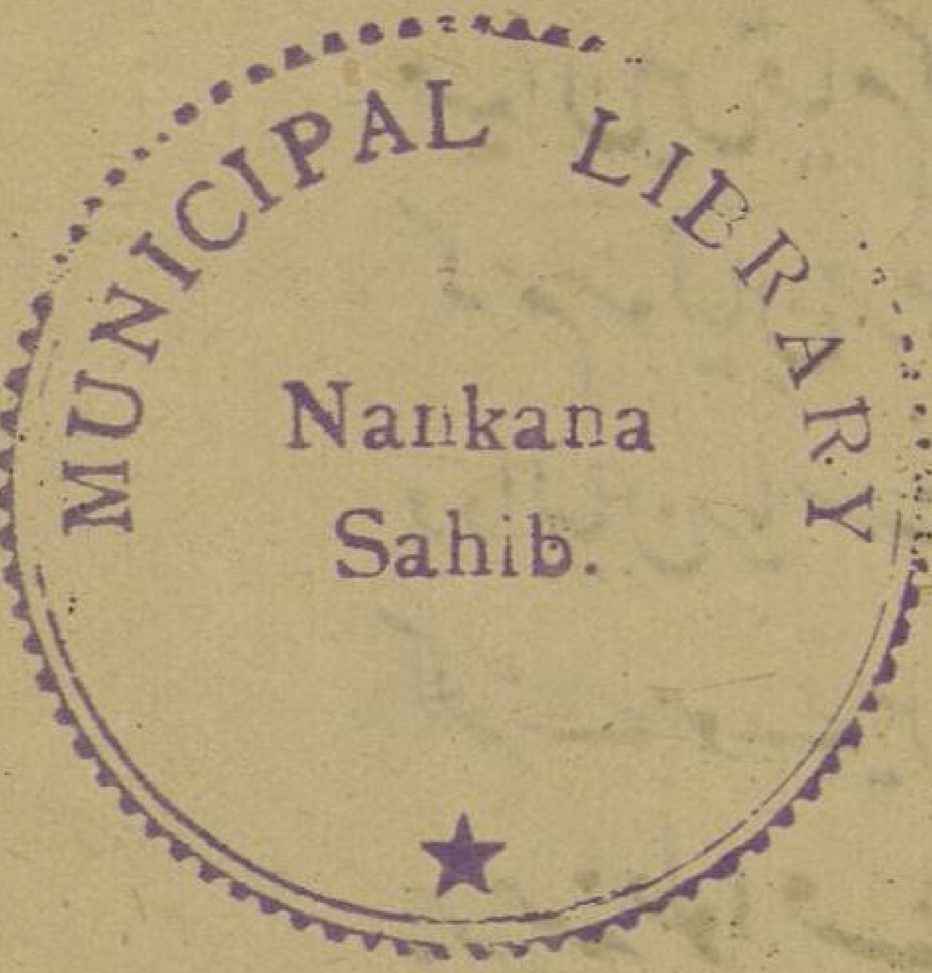
اہلِ عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مجموعۂ تعلیم ہدایت کو بالکل بھلا دیا تھا، لیکن اُنہوں نے خانۂ کعبہ کے کنگرے پر چڑھ کر تمام دُنیا کو جو دعوتِ عام دی تھی، اُس کی صدائے بازگشت اب تک عرب کے در و دیوار سے آرہی تھی:

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْقَائِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ، وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ

اور جب ہم نے حضرت ابراہیمؑ کے لئے ایک معبد قرار دیا، اور حکم دیا کہ ہماری قدوسیت و جبروت میں اور کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا، اور اس گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے ہمیشہ پاک و مقدس رکھنا! نیز ہم نے حکم دیا کہ دنیا میں حج کی پکار

وَجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ (۲۲: ۲۷)

بُلند کرو، لوگ تمہاری طرف دَوڑتے ہوئے چلے آئینگے۔ اُن میں پیادہ پا بھی ہونگے اور وہ بھی جنہوں نے مختلف قسم کی سواریوں پر دُور دراز مقامات سے قطعِ مسافت کی ہوگی!



فصل (۲)

بدعات و مُحدثاتِ جاہلیت

سُنّتِ ابراہیمی کی صُورت اور حقیقت

لیکن سچ کے ساتھ جب جھوٹ مِل جاتا ہے تو وہ اَور بھی خطرناک ہو جاتا ہے۔ اہلِ عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی اِس سُنّتِ قدیمہ کو اب تک زندہ رکھا تھا، لیکن بدعات و اختراعات کی آمیزش نے اصلِ حقیقت کو بالکل گُم کر دیا تھا:

تین سَو ساٹھ بُتوں کا مرکز

(۱) خُدا نے اپنے گھر میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو قیام کی اجازت صرف اِس شرط پر دی تھی کہ کسی کو خُدا کا شریک نہ بنانا: "اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا" لیکن اب خُدا کا یہ گھر تین سو ساٹھ بُتوں کا مرکز بن گیا تھا، اور اُن کا طواف کیا جاتا تھا۔

فخر و غرور کا ترانہ گاہ

(۲) خُدا نے حج کا مقصد یہ قرار دیا تھا کہ دُنیوی فوائد کے ساتھ خُدا کا ذکر قائم کیا جائے، لیکن اب صرف آباؤ اجداد کے کارنامے فخر و غرور کے ترانے گائے جاتے تھے۔

مخصُوص امتیازاتِ قریش

(۳) حج کا ایک مقصد تمام انسانوں میں مساوات قائم کرنا تھا، اِسی لئے تمام

عرب بلکہ تمام دُنیا کو اِس کی دعوتِ عام دی گئی اور سب کو وضع ولباس میں متحد کردیا گیا۔ لیکن قریش کے غرور وفضیلت نے اپنے لئے بعض خاص امتیازات قائم کر لئے تھے جو اصولِ مساوات کے بالکل منافی تھے۔ مثلاً تمام عرب عرفات کے میدان میں قیام کرتا تھا، لیکن قریش مُزدلفہ سے باہر نہیں نکلتے تھے اور کہتے تھ کہ ہم متولیانِ حرم، حرم کے باہر نہیں جا سکتے۔ جس طرح آجکل کے اُمرائے فسق و والیانِ ریاست، عام مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں آکر بیٹھنے اور دوش بدوش کھڑے ہونے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں۔

برہنہ طواف

(۴) قریش کے سوا عرب کے تمام مرد وزن برہنہ طواف کرتے تھے، سترِ عورت کے ساتھ صرف وہی لوگ طواف کر سکتے تھے، جن کو قریش کی طرف سے کپڑا ملتا تھا، اور قریش نے اِس کو بھی اپنی اظہارِ سیادت کا ایک ذریعہ بنالیا تھا۔

عمرہ سخت گناہ متصوّر ہونا

(۵) عمرہ گویا حج کا ایک مقدمہ یا جُزو تھا، لیکن اہلِ عرب ایّامِ حج میں عمرہ کو سخت گناہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ "جب حاجیوں کی سواریوں کی پُشت کے زخم اچھے ہو جائیں اور صفر کا مہینہ گزر جائے، تب عمرہ جائز ہو سکتا ہے۔

یہودانہ رہبانیت کا گہوارہ

(۶) حج کے تمام اجزا و ارکان میں یہودیانہ رہبانیت کا عالمگیر مرض ساری ہو گیا تھا۔ اپنے گھر سے پا پیادہ حج کرنے کی منّت ماننا، جب تک حج ادا نہ ہو جائے خاموش رہنا، قربانی کے اُونٹوں پر کسی حال میں سوار نہ ہونا، ناک میں نکیل ڈال کر جانوروں کی طرح خانہ کعبہ کا طواف کرنا، زمانۂ حج میں گھر کے اندر دروازے کی راہ سے نہ گھُسنا بلکہ پچھواڑے کی طرف سے دیوار پھاند کے آنا، در و دیوار پر قُربانی

کے جانوروں کے خون کا چھاپہ لگانا، عرب کا عام شعار ہوگیا تھا۔

فصل (۳)

ظہورِ اسلام و تزکیۂ حج

دینِ ابراہیمی کی تکمیل

اسلام درحقیقت دینِ ابراہیمی کی حقیقت کی تکمیل تھی، اِس لئے وہ ابتداء ہی سے اُس حقیقتِ گم شدہ کی تجدید و احیاء میں مصروف ہوگیا، جس کا قالب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مُبارک ہاتھوں نے تیار کیا تھا۔

ارکانِ اسلام کی ہیئتِ مجموعی

اسلام کا مجموعۂ عقاید و عبادات صرف توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج سے مرکّب ہے۔ لیکن اِن تمام ارکان میں حج ہی ایک ایسا رُکن ہے جس سے اِس تمام مجموعہ کی ہیئتِ ترکیبی مکمّل ہوتی ہے۔ اور یہ تمام ارکان اِس کے اندر جمع ہوگئے ہیں۔

اسلام مُعلّق بہ کعبہ

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسلام کو صرف کعبہ ہی کے ساتھ معلّق کردیا:

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَ لَهٗ كُلُّ شَیْءٍ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (۲۷ : ۹۱)

مجھ کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اِس شہر (مکّہ) کے خُدا کی عبادت کروں جس نے اُسکو عزت دی۔ سب کچھ اُسی خدا کا ہے، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مَیں اُس کا فرمانبردار مُسلم ہوں!

حج اور اسلام لازم ملزوم

اور یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہر موقع پر حج کے ساتھ اسلام کا ذکر بطور لازم و ملزوم کے کیا:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ۔ (۲۲ : ۳۴)

اور ہر ایک اُمّت کے لئے ہم نے قربانی قرار دی تھی تاکہ خُدا نے اُن کو جو چارپائے بخشے ہیں، اُن کی قربانی کے وقت خُدا کا نام لیں، پس تم سب کا خُدا ایک ہی ہے، اُسی کے تم سب فرمانبردار بن جاؤ، اور خُدا کے خاکسار بندوں کو حج کے ذریعہ دینِ حق کی بشارت دو۔

فصل (۴)

آزمائشِ ابراھیم

خُدا کا فطری معاہدہ

اسلام خُدا کا ایک فطری معاہدہ تھا، جس کو انسان کی ظالمانہ عہد شکنی نے بالکل چاک چاک کر دیا تھا، اس لئے خُدا نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ناخلف اولاد کو روزِ اوّل ہی اُس کے ثمرات سے محروم کر دیا:

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ؟ قَالَ

جب خُدا نے چند احکام کے ذریعہ ابراہیمؑ کو آزمایا اور وہ خُدا کے امتحان میں پورے اُترے، تو خُدا نے کہا کہ اب میں تمہیں دُنیا کی امامت اور خلافت عطا کرتا ہوں۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا: اور میری اولاد کو بھی؟

لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ،
(۲ : ۱۲۴)

ارشاد ہوا کہ ہاں، مگر اِس قول و قرار میں ظالم لوگ داخل نہیں ہو سکتے!

آزمائش کے اجزاءِ اوّلین

خُدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جن کلمات کے ذریعہ آزمایا اور جن کی بناء پر اُنھیں دُنیا کی امامت عطا ہوئی، وہ اسلام کے اجزاءِ اوّلین یعنی توحیدِ الٰھی، قربانیِ نفس و جذبات، صلوٰۃِ الٰھی کا قیام اور معرفتِ دینِ فطری کے امتحانات تھے۔ اگرچہ اُن کی اولاد میں سے چند ناخلف لوگوں نے اِن ارکان کو چھوڑ کر اپنے اوپر ظلم کیا، اور اِس موروثی عُہدے سے محروم ہو گئے:

قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ۔

اُمّتِ مُسلمہ مستورہ

لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات کے اندر ایک دُوسری اُمت بھی چھپی ہوئی تھی جس کے لئے خُود اُنھوں نے خُدا سے دُعا کی تھی:

اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا
(۱۶ : ۱۲۰)

حضرت ابراہیمؑ گو بظاہر ایک فردِ واحد تھے، مگر اُن کی فعالیّتِ رُوحانیۂ الٰھیہ کے اندر ایک پُوری قومِ قانت و مُسلم پوشیدہ تھی!

فصل (۵)

اجزائے حج کے ترکیبی مُرکّبات

رسُولِ مزکّی و موعودہ کا ظہور

اب اِس اُمّتِ مسلمہ کے ظہور کا وقت آ گیا اور وہ رسُولِ مزکّی و مُوعُودہ

غارِ حرا کے تاریک گوشوں سے نکل کر منظرِ عام پر نمودار ہوا، تاکہ اُس نے خود اِس اندھیرے میں جو روشنی دیکھی ہے، وہ روشنی تمام دُنیا کو دکھلا دے:

يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ - (۲: ۲۵۷)	وہ پیغمبر اُن کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔
لَقَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَّكِتَابٌ مُّبِينٌ - (۵: ۱۵)	بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور ہدایت اور ایک کھلی کھلی ہدایتیں دینے والی کتاب آئی۔

موروثی گھر کی واگزاری

وہ منظرِ عام پر آیا تو سب سے پہلے اپنے باپ کے موروثی گھر کو ظالموں کے ہاتھ سے واپس لینا چاہا، لیکن اِس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی طرح بتدریج چند رُوحانی مراحل سے گزرنا ضرور تھا۔ چنانچہ اُس نے اُن مرحلوں سے گزرنا شروع کیا۔

توحید کا غلغلہ

اُس نے غارِ حراء سے نکلنے کے ساتھ ہی توحید کا غلغلہ بُلند کیا کہ خُدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو عہد لیا تھا اُس کی پہلی شرط یہی تھی: "أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا" (۲۲: ۲۶)

صفِ نماز

پھر اُس نے صفِ نماز قائم کی کہ یہ گھر صرف خُدا ہی کے آگے سر جُھکانے والوں کے لئے بنایا گیا تھا: "وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ" (۲: ۱۲۵)

روزے کی تعلیم

اُس نے روزے کی تعلیم دی کہ وہ شرائطِ حج کا جامع و مکمّل تھا:

فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا	جس شخص نے اِن مہینوں میں حج کا عزم کر لیا تو اُس کو

رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ۔ (۲: ۱۹۷)	ہر قسم کی نفس پرستی، بدکاری اور جھگڑے تکرار سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔

روزے کی حقیقت

اور روزہ کی حقیقت یہی ہے کہ وہ انسان کو غیبت، بُہتان، فسق و فجور، مخاصمت و تنازعت اور نفس پرستی سے روکتا ہے، جیساکہ احکامِ صیام میں فرمایا:

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ، وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ (۲: ۱۸۷)	پھر رات تک روزہ پُورا کرو، اور روزہ کی حالت میں عورتوں کے نزدیک نہ جاؤ۔ اور اگر مساجد میں اعتکاف کرو تو شب کو بھی اُن سے الگ رہو۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

اُس نے زکوٰۃ بھی فرض کردی کہ وہ بھی حج کا ایک اہم مقصد تھا:

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ۔ (۲۲: ۲۸)	قربانی کا گوشت خود کھاؤ اور فقیروں اور مُحتاجوں کو بھی کھلاؤ!

فصل (۶)

فتح مکہ کی غرض و غایت

اُمّتِ مُسلمہ کا منظرِ عام پر نمُایاں کرنا

اِس طرح جب اس اُمّتِ مُسلمہ کا رُوحانی خاکہ تیار ہوگیا، تو اُس نے اپنی طرح اُن کو بھی منظرِ عام پر نمُایاں کرنا چاہا۔ اِس غرض سے اُس نے عمرہ کی تیاری کی اور ۱۴۰۰-۱۵۰۰ سَو کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہُوا کہ پہلی بار اپنے آبائی گھر کو حسرت آلود نگاہوں سے دیکھ کر چلے آئیں۔ لیکن یہ کاروانِ ہدایت راستے ہی میں بہ مقام

حدیبیہ روک دیا گیا۔ دوسرے سال حسبِ شرائطِ صلح زیارتِ کعبہ کی اجازت ملی، اور آپؐ مکہ میں قیام کر کے چلے آئے۔ اب اِس مصالحت نے راستے کے تمام نشیب و فراز ہموار کر دئے تھے، صرف خانہ کعبہ میں پتھروں کا ایک ڈھیر رہ گیا تھا اُسے بھی فتح مکہ نے ہموار کر دیا:

دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ یوم الفتح وحول البیت ستون وثلثمائۃ نصب فجعل یطعنہا بعود فی یدہ ویقول جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ (صحیحین)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو اُس کے گرد تین سو ساٹھ بُت نظر آئے۔ آپؐ اُن کو ایک لکڑی کے ذریعہ ٹھکراتے جاتے تھے، اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے: جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا" یعنی حق اپنے مرکز پر آگیا اور باطل نے اُس کے سامنے ٹھوکر کھائی۔ باطل پامال ہونے ہی کے قابل تھا۔

اعادہ دعوتِ عام

اب میدان بالکل صاف تھا۔ راستے میں ایک کنکری بھی سنگِ راہ نہیں ہو سکتی تھی۔ باپ نے گھر کو جس حال میں چھوڑا تھا، بیٹے نے اُسی حالت میں اُس پر قبضہ کر لیا۔ تمام عرب نے فتح مکہ کو اسلام و کُفر کا معیارِ صداقت قرار دیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو لوگ جوق جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اب وقت آ گیا تھا، کہ دُنیا کو اس جدید النشئت اُمتِ مسلمہ کے قالبِ رُوحانی کا منظرِ عام طور پر دکھا دیا جاتا۔ اِس لئے دوبارہ اُسی دعوتِ عامہ کا اعادہ کیا گیا، جس کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام عالم میں ایک غلغلۂ عام ڈال دیا تھا، مگر اُس قوت کا فعل میں آنا ظہورِ نبیِ اُمّی پر موقوف تھا:

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا، (۳ : ۹۷)	جو لوگ مالی اور جسمانی حالت کے لحاظ سے حج کی استطاعت رکھتے ہیں، اُن پر اب حج فرض کردیا گیا۔

فصل (۷)

تکمیلِ حج کا اعلانِ عام

بدعات و اختراعات کا ترک

اِس صدا پر تمام عرب نے لبّیک کہا اور آپؐ کے گرد ۱۳۔۱۴ ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ عرب نے ارکانِ حج میں بدعات و اختراعات کا جو زنگ لگا دیا تھا وہ ایک ایک کرکے چھوڑا دیا گیا۔ آباؤ اجداد کے کارناموں کی بجائے خُدا کی توحید کا غلغلہ بُلند کیا گیا:

فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا، (۲ : ۲۰۰)	زمانۂ حج میں خُدا کو اُسی جوش و خروش سے یاد کرو جس طرح اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کا اعادہ کرتے تھے بلکہ اُس سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ۔

امتیازاتِ قریش مٹا دینا

قریش کے تمام امتیازات مٹا دیے گئے اور تمام عرب کے ساتھ اُن کو بھی عرفات کے ایک گوشہ میں کھڑا کر دیا گیا:

ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ، اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۲ : ۱۹۹)	اور جس جگہ سے تمام لوگ روانہ ہوں تم بھی وہیں سے روانہ ہوا کرو۔ اور فخر و غرور کی جگہ خُدا سے مغفرت مانگو، کیونکہ خُدا بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے

ممانعت برہنہ طواف

سب سے بدترین رسم برہنہ طواف کرنے کی تھی، اور مردوں سے زیادہ حیا سوز نظارہ برہنہ عورتوں کے طواف کا ہوتا تھا۔ لیکن ایک سال پہلے ہی سے اِسکی عام ممانعت کردی گئی:

ان ابا هریرةؓ اخبره ان ابابکر الصدیق رضی الله عنه بعثه فی الحجة التی امره رسول الله (صلعم) قبل حجة الوداع یوم النحر فی رهط یؤذن فی الناس، الا: لا یحج بعد العام مشرك ولا یطوف بالبیت عریان۔ (بخاری جزو ۲۔ ص ۱۵۳)

حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک حج کا امیر بنایا اور اُنہوں نے مجھ کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا، تاکہ یہ اعلان کردیا جائے کہ اس سال کے بعد کوئی مُشرک یا کوئی برہنہ شخص حج یا طواف نہ کرسکے گا۔

عملی تلقین نبوی صلعم

زمانۂ حج میں عمرہ کرنے والوں کو فاسق و فاجر کہا جاتا تھا، لیکن آنحضرتؐ نے حجۃ الوداع میں عمرہ ہی کا احرام باندھا۔ اور صحابہ رضؓ کو بھی عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ پاپیادہ اور خاموش حج کرنے کی ممانعت کی گئی۔ قربانی کے جانوروں پر سوار ہونے کا حکم دیا گیا۔ ناک میں رسّی ڈال کر طواف کرنے سے روکا گیا۔ گھر میں دروازے سے داخل ہونے کا حکم ہوا:

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى، وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا، وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

یہ کوئی نیکی کا کام نہیں ہے کہ گھروں میں پچھواڑے سے آؤ، نیکی تو صرف اُس کی ہے جس نے پرہیزگاری اختیار کی۔ پس گھروں میں دروازے ہی کی راہ سے آؤ۔ اور خدا سے ڈرو۔ یقین ہو کہ تم کامیاب

تُفۡلِحُوۡنَ۔ (۲ : ۱۸۹) | ہو گے۔

حقیقتِ قربانی کی وضاحت

قربانی کی حقیقت واضح کی گئی اور بتایا گیا کہ وہ صرف ایثارِ نفس و فدویتِ جان و روح کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔ اُس کا گوشت یا خون خُدا تک نہیں پہنچتا کہ اُس کے چھاپہ سے دیواروں کو رنگین کیا جائے۔ خُدا تو صرف خالص نیّتوں اور پاک و صاف دلوں کو دیکھتا ہے:

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ۔ (۲۲ : ۳۷)	خُدا تک قربانی کے جانوروں کا گوشت و خون نہیں پہنچتا، بلکہ اُس تک صرف تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔

یہ چھلکے اُتر گئے تو خالص مغز ہی مغز باقی رہ گیا۔ اب وادیٔ مکّہ میں خلوص کے دو قدیم و جدید منظر نمایاں ہو گئے، ایک طرف آبِ زمزم کی شفّاف سطح لہریں لے رہی تھی، دوسری طرف ایک جدید النّشأت قوم کا دریائے وحدت موجیں مار رہا تھا!

فصل (۸)

اعلانِ عام و حجّۃ الوداع

اسلام کا مقصدِ اعظم

لیکن دُنیا اب تک اِس اجتماعِ عظیمہ کی حقیقت سے بے خبر تھی۔ اسلام کی ۲۳ سالہ زندگی کا مدّ و جزر تمام عرب دیکھ چکا تھا، مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ

اسلام کی تاریخی زندگی کن نتائج پر مشتمل تھی، اور مسلمانوں کی جدّوجہد، فدویّت، ایثارِ نفس و روح کا مقصدِ اعظم کیا تھا؟ اب اس کی توضیح کا وقت آ گیا تھا۔

حضرت ابراہیمؑ کی دُعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس گھر کا سنگِ بنیاد اس دُعا کو پڑھ کر رکھا تھا:

إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ (۲:۱۲۶)

جب ابراہیمؑ نے کہا کہ خداوندا، اس شہر کو امن کا شہر بنا، اور اس کے باشندے اگر خدا اور روزِ قیامت پر ایمان لائیں، تو اُن کو ہر قسم کے ثمرات و نعام عطا فرما!

دُنیا کی حالت بوقتِ دُعا

جس وقت اُنھوں نے یہ دُعا کی تھی، تمام دُنیا فتنہ و فساد کا گہوارہ بن رہی تھی۔ دُنیا کا امن و امان اُٹھ گیا تھا۔ اطمینان و سکون کی نیند آنکھوں سے اُڑ گئی تھی۔ دُنیا کی عزّت و آبرو معرضِ خطر میں تھی، جان و مال کا تحفّظ ناممکن ہو گیا تھا، کمزور اور ضعیف لوگوں کے حقوق پامال کر دیے گئے تھے، عدالت کا گھر ویران، حُرّیتِ انسانیہ مفقود، اور نیکی کی مظلومیّت انتہائی حد تک پہنچ چکی تھی۔ کُرۂ ارضی کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جو ظُلم و کفر کی تاریکی سے ظلمت کدہ نہ ہو۔

دُنیا سے کنارہ کشی

اس لئے اُنھوں نے آباد دُنیا کے ناپاک حصّوں سے کنارہ کش ہو کر ایک وادیٔ غیر ذی زرع میں سکونت اختیار کی۔ وہاں ایک دارُالامن بنایا اور تمام دُنیا کو صلح و سلام کی دعوتِ عام دی۔

گمشدہ حق کی واپسی

اب اُن کی صالح اولاد سے یہ دارالامن بھی چھین لیا گیا تھا۔ اِس لئے اُس کی واپسی کے لئے پُورے دس سال تک اُس کے فرزند نے بھی باپ کی طرح میدان میں ڈیرہ ڈالا۔ فتح مکّہ نے جب اُس کا مامن وملجا واپس دِلا دیا، تو وہ اُس میں داخل ہُوا کہ باپ کی طرح تمام دُنیا کو گمشدہ حق کی واپسی کی بشارت دے۔ چنانچہ وہ اونٹ پر سوار ہو کر نکلا اور تمام دُنیا کو مژدۂ امن وعدالت سُنایا:

خطبۂ حجّۃ الوداع

ان دماءکم واموالکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا۔ الا ان کل شیٔ من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع و دماء الجاھلیۃ موضوعۃ و اوّل دم اضعہ دماءنا دم ابن ربیعۃ و ربوا الجاھلیۃ موضوع واوّل ربا اضع ربانا ربا عباس ابن عبدالمطلب۔ اللھم اشھد اللّٰھم اشھد، اللّٰھم اشھد، (ابوداؤد۔ جلد ۱۔ ص ۲۶ کتاب الحج)۔

جس طرح تم آج کے دن کی، اِس مہینہ کی، اِس شہر مقدس میں حُرمت کرتے ہو، اُسی طرح تمہارا خُون اور تمہارا مال بھی تم پر حرام ہے۔ اچھّی طرح سُن لو کہ جاہلیت کی تمام بُری رسموں کو آج مَیں اپنے دونوں قدموں سے کُچل ڈالتا ہوں، بالخصوص زمانۂ جاہلیت کے انتقام اور خُوں بہا لینے کی رسم تو بالکل مٹا دی جاتی ہے۔ مَیں سب سے پہلے اپنے بھائی ابن ربیعہ کے خُون کے انتقام سے دست بردار ہوتا ہوں۔ جاہلیت کی سُود خواری کا طریقہ بھی مٹا دیا جاتا ہے اور سب سے پہلے خود مَیں اپنے چچا عباس ابن عبدالمطلب کے سُود کو چھوڑتا ہوں۔ خدایا تو گواہ رہیو! خدایا تو گواہ رہیو! خدایا تو گواہ رہیو کہ میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہنچا دیا!

کامیابی کی آخری بشارت

اب حق پھر پھرا کے پھر اپنے اصلی مرکز پر آگیا، اور باپ نے دُنیا کی ہدایت و ارشاد کے لئے جس نقطہ سے پہلا قدم اُٹھایا تھا، بیٹے کے رُوحانی سفر کی وہ آخری منزل ہوئی، اور اُسی نقطے پر پہنچ کر اسلام کی تکمیل ہوگئی، اس لئے وہ کہ اُس نے تمام دُنیا کو مژدۂ امن سُنایا تھا، آسمانی فرشتے نے بھی اُس کو کامیابیِ مقصد کی سب سے آخری بشارت دے دی:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا، (۵ : ۳)

آج کے دن میں نے تمہارے دین کو بالکل مکمل کر دیا، اور تم پر اپنے تمام احسانات پُورے کر دئے، اور مَیں نے تمہارے لئے اسلام کو ایک برگزیدہ دین مُنتخب کیا!

نوٹ

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد نے بعض دوسرے مقامات پر مسائلِ حج کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے، وہ مضمون کی شکل میں نہ تھا کہ اُسے بجنسہٖ اِس رسالے میں شامل کر دیا جاتا۔ ہم نے حضرتِ ممدوح کے ایسے تمام متفرق ارشادات کے مطالب اختصار کے ساتھ جمع کر کے آئندہ فصلوں میں مُرتّب کر دئے ہیں، تاکہ حج کے موضوع پر ممدوح کی تحریرات کا ہر ضروری حصّہ یک جا ہو جائے! (ناشر)

فصل (۹)

حج مختلف یادگاروں کا مجموعہ ہے

یادگارِ ابراہیم

عباداتِ اسلامیہ میں حج مختلف یادگاروں کا مجموعہ ہے وہ جس گھر میں ادا کیا جاتا ہے، خدا کے سب سے برگزیدہ بندے کے ہاتھ کی قائم ہوئی یادگار ہے:

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا، إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔ (۲ : ۱۲۷)	حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ خانہ کعبہ کی دیواریں چن رہے تھے تو اُس وقت یہ دُعا اُن کی زبانوں پر تھی کہ خُدایا! ہمارے اس عمل کو قبول کر، تُو ہی سُننے والا اور جاننے والا ہے!

بیت اللہ

بلکہ دُنیا کی مذہبی یادگاروں میں سب سے قدیم یادگار وہی ہے:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ ۔ (۳ : ۹۶)	پہلا گھر جو انسان کی پرستش گاہ بنایا گیا، وہی گھر ہے جو مکّہ میں تمام دُنیا کی برکت و ہدایت کے لئے تعمیر کیا گیا۔

مقامِ ابراہیمؑ

ان بندوں نے خدا کی وحدانیّت کی ایک زندہ رہنے والی یادگار قائم کی تھی۔ خُدا نے بھی اُس میں اُن کی یادگار قائم کر دی:

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ (۳ : ۹۷)	اِس گھر میں مقامِ ابراہیم ایک نمایاں یادگارِ مقدس ہے۔

صفا و مروہ

صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا حضرت ہاجرہ کی اُس سراسیمگی کا منظر تازہ کرتا ہے، جب وہ پانی کی جستجو اور بچّے کی محبت میں پریشان حال تھیں۔

چاہِ زمزم

چاہِ زمزم قدرت الٰہی کی ایک کرشمہ سازی کو یاد دلاتا ہے جس نے وادیٔ غیر زرع (بنجر اور خشک سرزمین) میں خُدا کی رحمت کے دبے ہوئے چشمے کا مُنہ کھول دیا تھا۔

قُربانی

قُربانی حقیقتِ اسلامیہ کی جاں فروشی اور فدویّت کے سِرِّ رُوحانی کو محسوس و ممثل دکھاتی ہے، جس نے حضرت خلیل اور ذبیح علیہما السّلام کی اندر سے ظہور کیا تھا۔

رمیٔ جمار

رمیٔ جمار، اُن بہیمی و ابلیسی قُوّتوں سے دُنیا کو روکتا ہے جو اِس پاک مقصد کی تکمیل میں سنگِ راہ ہو رہے تھے۔

فصل ۱

اعمال و احکام اور حُدود و شرُوطِ حج

اِحرام اور حُرمتِ شکار

حج اور عمرہ کے لئے اِحرام باندھنے کے بعد اُس وقت تک شکار جائز نہیں جب تک حج یا عمرہ ادا ہو جائے اور احرام کھول دیا جائے:

غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ۔ (۵: ۱)	جب احرام کی حالت میں ہو تو شکار کرنا حلال نہ سمجھو۔

احرام کی حالت میں جو شکار سے روکا گیا ہے، اُسے ہلکی بات خیال نہ کرو، اس میں درحقیقت اتباع اور پیروی کی آزمائش ہے، اور جو شخص جان بوجھ کر شکار کرے گا تو اُسے بدلہ یا کفارہ دینا پڑے گا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ، وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ، (٥ : ٩٥)

مسلمانو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار کے جانور ہلاک نہ کرو، اور جو کوئی تم میں سے جان بوجھ کر مار ڈالے، تو چاہیے کہ اُس کا بدلہ دے (اور بدلہ یہ ہو کہ) جیسے جانور کو مارا ہے اُسکی مانند مویشیوں میں سے ایک جانور کعبہ پہنچ کر قربان کیا جائے جسے تم میں سے دو منصف ٹھہرائیں، یا کفارہ دے (اور کفارہ یہ ہے کہ) مسکینوں کو (اُسکی قیمت کے لحاظ سے) کھانا کھلائے، یا پھر مسکینوں کی گنتی کے برابر روزے رکھے، تاکہ اپنے کئے کی جزاء (کا مزہ) چکھ لے۔

البتہ حالتِ احرام میں دریا اور سمندر کا شکار کھایا جاسکتا ہے۔ مثلاً وہ مچھلی جو پانی سے الگ ہو کر تر گئی ہے، احرام کی حالت میں بھی جائز و حلال ہے:

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ۔ (٥ : ٩٦)

سمندر اور دریا کا شکار یا کھانے کی چیزیں (جو بغیر شکار ہاتھ آجائیں) حلال ہیں۔

ممانعتِ جنگ

احرام کی حالت میں بیوی سے خلوت، گناہ کی بات اور لڑائی جھگڑے کی ممانعت ہے:

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ

(حج کے مہینے عام طور پر معلوم ہیں) پس جس کسی نے ان مہینوں میں حج کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا تو (وہ حج کی حالت

فِي الْحَجِّ - (۲ : ۱۹۷) | میں ہوگیا، اور) حج کی حالت میں نہ تو عورتوں کی طرف رغبت کرنا ہے، نہ فسق کی کوئی بات کرنی ہے، اور نہ لڑائی جھگڑا۔

لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ (۵ : ۲) | خدا کے شعائر (خدا پرستی کی مقررہ نشانیوں اور آداب و رسوم کی) بے حرمتی نہ کرو، اور نہ ان مہینوں کی بے حرمتی کرو جو حرمت کے مہینے ہیں اور نہ حج کی قربانی کی، نہ اُن جانوروں کی جن کی گردنوں میں (بطور علامت کے) پٹے ڈال دیتے ہیں اور کعبہ پر چڑھانے کے لئے دُور دُور سے لائے جاتے ہیں۔

خُدا پرستی کی مقدس نشانیاں جو مقرر کردی گئی ہیں، اور جو آداب و رسوم مقرر ہو چکی ہیں، اُن کی بے حُرمتی نہیں کرنی چاہیئے، اور نہ ہی اُن مہینوں کی بے حُرمتی کرنی چاہیئے جو حُرمت کے مہینے کہلاتے ہیں۔ یعنی ذی قعدہ، ذی الحج، محرّم اور رجب۔ ان چار مہینوں میں حاجیوں کی آمد و رفت ہوتی ہے۔ اِس بنا پر ان میں جنگ کی ممانعت ہے، تاکہ حاجیوں کا جان و مال محفوظ رہے۔

اجازتِ جنگ

لیکن اگر دشمنوں کی طرف سے اقدامِ جنگ ہوگا تو پھر مسلمانوں کو بھی مدافعت کرنا ہوگی۔ جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ہے:

فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ۔ (۲ : ۱۹۴) | پس جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو چاہیئے کہ جس طرح کا معاملہ اُس نے تمہارے ساتھ کیا ہے، ویسا ہی معاملہ تم بھی اُس کے ساتھ کرو۔

اہلِ مکّہ نے ظلم و تعدّی سے حج کا دروازہ مسلمانوں پر بند کردیا تھا اور اِس طرح پر جو مقامِ مقدس اُنکی ہدایت کا مرکز قرار پایا تھا، وہ اُن کی دسترس سے

باہر ہو گیا تھا اور جنگ کے بغیر کوئی چارہ کار نہ رہا، اِس لئے حُکم ہُوا :

وَقَاتِلُوا الَّذِينَ ..... يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا،
(۲ : ۱۹۰)

اور دیکھو، جو لوگ تم سے جنگ کر رہے ہیں، چاہیئے کہ اللہ کی راہ میں تم بھی اُن سے لڑو (پیٹھ نہ دکھاؤ) البتہ کسی قسم کی اُن پر زیادتی نہیں کرنا چاہیئے۔

البتہ نہ تو قُربانی اور نیاز کے جانوروں کو لُوٹنا چاہیئے جو دُور دُور سے مکّہ میں لائے جاتے ہیں، نہ حاجیوں اور تاجروں کو نقصان پہنچانا چاہیئے جو خدا کی عبادت کی خاطر یا کاروبارِ تجارت کی غرض سے قصد کرتے ہیں، کسی مقدس مقام کی طرف جانے والوں کو نقصان پہنچانا درحقیقت اُس مقام کی توہین کے مرادف ہے:

وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا،
(۵ : ۲)

نیز اُن لوگوں کی بھی بے حُرمتی نہ کرو (یعنی اُن کی راہ میں رُکاوٹ نہ ڈالو اور اُنھیں کسی طرح کا نقصان نہ پہنچاؤ) جو بیت الحرام یعنی کعبہ کا قصد کرکے آئے ہیں اور اپنے پروردگار کا فضل اور اُس کی خوشنودی کے طالب ہیں۔

مُسلمانوں کا عام دستور

مُشرکینِ مکّہ نے مسجدِ حرام سے مُسلمانوں کو روکا تھا تو اب مُسلمانوں کو حُکم دیا جاتا ہے کہ جوشِ انتقام میں تم بھی ایسا نہ کرو کہ جو لوگ حج و زیارت کے لئے جا رہے ہوں اُنھیں روک دو یا اُن پر حملہ کردو:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا۔
(۵ : ۲)

اور دیکھو، ایسا نہ ہو کہ ایک گروہ کی دُشمنی تمہیں اِس بات پر اُبھار دے کہ زیادتی کرنے لگو، کیونکہ اُنھوں نے مسجدِ حرام سے تمہیں روک دیا تھا۔

مسلمانوں کا دستور العمل یہ ہونا چاہیئے کہ نیک کام میں تعاون اور برائی سے احتراز۔ جو لوگ دوسروں پر ظلم و تعدّی کریں تو یہ برائی ہے اِس میں شامل نہ ہو۔ لیکن جو لوگ حج و زیارت کے لئے جا رہے ہیں تو یہ یقیناً بھلائی کی بات ہے، اس میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرو:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (۵ : ۲)	پرہیزگاری کی بات میں ایک دوسرے کی مدد کرو، گناہ اور ظلم کی بات میں تعاون نہ کرو۔

اس آیت میں جو قاعدہ بتایا گیا ہے، وہ مسلمانوں کے تمام کاموں کیلئے ایک دستور العمل ہے۔ نیز اس سے معلوم ہو گیا کہ بُت پرست بھی اگر خدا کی تعظیم و عبادت کی کوئی بات کریں تو اس کی بے حرمتی نہیں کرنی چاہیئے۔

کاروبارِ تجارت

حج ایک عبادت ہے لیکن اس کا عبادت ہونا، دنیوی کاروبار سے فائدہ اٹھانے میں مانع نہیں۔ مال و دولت اللہ کا فضل ہے اور اس کی تلاش و جستجو حج کی بجا آوری میں رکاوٹ نہیں پیدا کرتی۔ البتہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ کاروبارِ دنیوی کا اس قدر انہماک ہو جائے کہ حج کے اوقات و اعمال سے لاپرواہ ہو جاؤ:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ (۲ : ۱۹۸)	(اور دیکھو) اس بات میں تمہارے لئے کوئی گناہ کی بات نہیں اگر (اعمالِ حج کے ساتھ) تم اپنے پروردگار کا فضل کی تلاش میں ہو (یعنی کاروبار تجارت کا بھی مشغلہ رکھو)۔

دین و دنیا کے معاملہ میں لوگوں کی عالمگیر گمراہی یہی رہی ہے کہ یا تو افراط میں پڑ گئے یا تفریط میں، اور راہِ اعتدال گم ہو کر رہ گئی۔ دنیا کا حد سے زیادہ انہماک بھی نہ ہو کہ آخرت سے یک قلم بے پرواہ ہو جاؤ، اور نہ ہی آخرت کے استغراق میں اس قدر فنا ہو جاؤ کہ ترکِ دنیا اور رہبانیت کا دم بھرنے لگو۔

لیکن دینِ حق کی راہ انسان کے ہر عمل حیات کی طرح اعتدال اور توسط کی راہ ہے اور صحیح زندگی اسی کی زندگی ہے جو کہتا ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً - (۲ : ۲۰۱)	پروردگارا! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے!

ازالۂ وہم پرستی

چاند کے طلوع و غروب اور اس کے گھٹنے اور بڑھنے سے مہینوں کا حساب رکھا جاتا ہے اور موسم حج کا تعین بھی اسی سے محسوب ہوتا ہے:

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ، قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ - (۲ : ۱۸۹)	اے پیغمبر! لوگ تم سے (مہینوں کی) چاند راتوں کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ ان سے کہہ دو، یہ انسان کے لئے وقت کا حساب ہے اور اس سے حج کے مہینہ کا تعین بھی ہوتا ہے۔

لوگوں میں بعض بے بنیاد توہم پرستیاں پھیلی ہوئی ہیں، ان میں سے بعض کو اکب پرستی کی پیداوار ہیں اور بعض ستارہ پرستی اور نجوم کے عقاید کے برگ و بار، اور اس کی بنا پر لوگوں نے طرح طرح کی رسمیں اختیار کر لی ہیں، جن کی کوئی اصلیت نہیں۔ جیسا کہ عربوں کی جاہلیت میں رسم تھی کہ جب حج کے مہینہ کا چاند دیکھ لیتے تو احرام باندھ لیتے اور گھروں میں نہ آتے۔ اگر گھروں میں آنے کی ضرورت ہوتی تو گھروں کے دروازہ سے نہ آتے، پچھواڑی پھاند کر داخل ہوتے:

وَلَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا - (۲ : ۱۸۹)	یہ کوئی نیکی کی بات نہیں کہ اپنے گھروں میں (دروازہ چھوڑ کر) پچھواڑے سے داخل ہو!

مقدس زیارت گاہوں اور تیرتھوں پر جانے کے لئے لوگوں نے طرح طرح کی پابندیاں عائد کر لی ہیں، اجر و ثواب حاصل کرنے کی غرض سے اپنے آپ کو تکلیفوں اور مشقتوں میں ڈالتے ہیں۔ لیکن یہ سب گمراہی کی باتیں ہیں نیکی کی

اصلی راہ یہی ہے کہ اپنے اندر تقویٰ کی رُوح پیدا کی جائے:

وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی. وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ (۲ : ۱۸۹)	نیکی تو دراصل اُسی شخص کے لئے ہے جو اپنے اندر تقویٰ پیدا کرے، پس (ان وہم پرستیوں میں مُبتلا نہ ہو) گھروں میں آؤ تو دروازہ ہی کی راہ آؤ، (پچھواڑی سے راہ نکالنے کی مصیبت میں کیوں پڑو) اللہ کی نافرمانی سے بچو، تاکہ کامیاب ہو!

میدانِ عرفات کی شرط

اعمالِ حج میں سے ایک میدانِ عرفات میں جانا، مُقیم ہونا اور پھر اتمامِ حج کے بعد وہاں سے لوٹ کر آنا، بلا امتیاز ضروری ہے۔ لیکن باشندگانِ مکۂ معظمہ نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ حدِ حرام تک جا کر لوٹ آتے اور خیال کرتے کہ ہم تو اسی مقام کے باشندے ہیں، ہمارے لئے حدودِ حرم سے باہر جانا کوئی ضروری نہیں ۔ اصل وجہ یہ تھی کہ اُن میں باشندگانِ مکہ ہونے کا غرورِ باطل سمایا ہؤا تھا، اور اپنے آپ کو مُقدس جانتے تھے۔ نیز دُنیوی کاروبار کے انہماک کی وجہ سے اعمالِ حج میں مشغولیت شاق گزرتی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ حاجی لوگ حج میں مشغول رہیں اور وہ تجارت کا فائدہ اُٹھائیں:

ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ ۔ (۲ : ۱۹۹)	پھر یہ بات بھی ضروری ہے کہ جس جگہ (تک جا کر) دُوسرے لوگ انبوہ در انبوہ لوٹتے ہیں، تم (اہلِ مکہ) بھی وہیں سے لوٹو اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو!

یعنی ایسا نہ کرو، جیسا کہ جاہلیت کے ایام میں کیا کرتے تھے کہ صرف حدودِ حرم تک جا کر لوٹ آیا کرتے تھے، باہر کے حاجیوں کی طرح عرفات تک نہ جایا کرتے تھے۔

مصالح قیامِ کعبہ

(۱) اللہ تعالیٰ نے خانۂ کعبہ کو لوگوں کیلئے قیامِ امن اور اجتماع و گرد آوری

کا ذریعہ بنایا ہے۔ خُدا کے علم میں بے شمار حکمتیں اور مصلحتیں ہیں، جن کا حصول قیامِ کعبہ پر منحصر ہے۔ اِس لئے دورانِ حج میں کعبہ اور اُس کے شعائر کی حُرمت قائم رکھی جائے اور اُس کے اعمال صحیح طور پر قائم رکھنے چاہئیں، تاکہ حج کی بجا آوری میں کسی قسم کا فتور نہ آنے پائے:

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ۔ (۵: ۹۷)	اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو حُرمت کا گھر بنایا ہے، لوگوں کے لئے (امن وجمعیت کے) قیام کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔ نیز حُرمت کے مہینوں کو، اور حج کی قربانی کو، اور قربانی کے جانوروں کو جنکی گردنوں میں (علامت کیلئے) پٹے ڈال دئے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ کعبہ کی، اور کعبہ کے اُن تمام رسوم و آداب کی حُرمت قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے:

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۵: ۹۷)	یہ اس لئے کیا گیا، تاکہ تم جان لو، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اللہ سب کا حال جانتا ہے، اور وہ ہر بات کا علم رکھنے والا ہے۔

عالمگیر سچائی

(۲) معبدِ کعبہ کی تعمیر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا، کا ذکر قرآن میں اس غرض سے کیا گیا ہے کہ اقوامِ عالم کی ہدایت کے لئے پیروانِ دعوتِ قرآنی کو چُن لیا گیا ہے۔ اِس لئے ضروری تھا کہ پہلے دعوتِ قرآن کے ظہور کی معنوی تاریخ بیان کر دی جاتی۔ حضرت ابراہیمؑ نے دین کی جو راہ اختیار کی تھی، وہ صرف خُدا پر ایمان لانے اور اُس کے قانونِ سعادت کی فرمانبرداری کرنے کی فطری اور عالمگیر سچائی تھی۔ قرآن بھی یہی دعوت دیتا ہے۔ یہی دینِ الٰہی ہے، اور اسی لئے دینِ الٰہی کو "الاسلام" سے تعبیر کیا گیا۔ جس کے

معنی اطاعت وگردن نہادن کے ہیں۔ یعنی ہر طرح کی نسبتوں سے کنارہ کش ہو کر صرف اطاعتِ حق اور خدائے واحد کی اطاعت کی دعوت دینا۔ کون ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ سے روگردانی اختیار کر سکتا ہے؟

نیک ترین امّت اور مرکزِ ہدایت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اقوامِ عالم کی امامت، اور پیشوائیت کے لئے چن لیا گیا تھا، انہوں نے مکّہ میں عبادت گاہ تعمیر کی، اور اُمّتِ مُسلمہ کے ظہور کے لئے الہامی دعا مانگی، مشیّتِ الہٰی میں اِس اُمّت کے ظہور کا ایک خاص وقت معیّن تھا۔ جب وہ وقت آگیا تو پیغمبرِ اسلام کا ظہور ہوا، اور اُن کی تعلیم و تزکیہ سے موعودہ اُمّت پیدا ہوگئی۔

اِس اُمّت کو نیک ترین اُمّت ہونے کا نصب العین عطا کیا گیا، اور اقوامِ عالم کی تعلیم و ہدایت کی دائمی تفویض اُن کے ہاتھ میں دے دی۔ یہی وجہ ہے کہ اُس کی روحانی ہدایت کے ایک دائمی مرکز و سرچشمہ کی بھی اشد ضرورت تھی۔ قدرتی طور پر ایسا مرکز سوائے کعبہ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے تحویلِ قبلہ نے اس کی مرکزیت کا اعلان کر دیا:

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ (۲: ۱۴۴)	چاہئے کہ تم اپنا رُخ مسجد حرام (یعنی خانۂ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔

قبلہ کے تقرر میں بھی یہی حقیقت پوشیدہ تھی۔ جب تک بنی اسرائیل کا دورِ ہدایت قائم رہا، مرکزِ ہدایت، بیت المقدس تھا، عبادت کے وقت بھی اُسی کی طرف رُخ رہتا تھا، لیکن جب دعوتِ حق کا مرکز مکّہ کا معبد قرار پا گیا، تو ضروری ہوا کہ وہی قبلہ بھی قرار پائے اور اقوامِ عالم کے رُخ بھی اُسی طرف پھر جائیں:

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔ (۲ : ۱۴۴)	جہاں کہیں بھی تُم اور تُمہارے ساتھی ہوں، ضروری ہے کہ (نماز میں) اُسی طرف کو پھر جایا کرو۔ (یعنی خانہ کعبہ کی طرف)۔

بُنیادی اغراض و مقاصدِ کعبہ

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عبادت گاہ مکّہ کی بُنیاد رکھی تھی، تو اُن کے پیشِ نظر اِس کے کیا کیا اغراض و مقاصد تھے، اور پھر وحی الٰہی نے کس راستہ پر گامزن ہونے کی تلقین کی:

وَاِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ۔ (۲۲ : ۲۶)	اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے ابراہیمؑ کے لئے خانہ کعبہ کی جگہ مقرر کردی (اور حُکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر، اور میرا یہ گھر اُن لوگوں کے لئے پاک رکھ جو طواف کرنے والے ہوں، عبادت میں سرگرم رہنے والے ہوں، رکوع و سجود میں جُھکنے والے ہوں۔

اور پھر جب فرضیتِ حج کا اعلانِ عام کیا گیا، تو اُس کے بُنیادی اعمال و مقاصد کیا کیا تھے اور پھر وحیِ الٰہی نے کس طرح ان کی راہنمائی فرمائی تھی:

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ۔ (۲۲ : ۲۷)	اور (حُکم دیا تھا کہ:) کہ لوگوں میں حج کا اعلان پُکار دے لوگ تیرے پاس دُنیا کی تمام دُور دراز راہوں سے آیا کریں گے، پاپیادہ اور ہر طرح کی سواریوں پر، جو (مشقتِ سفر سے) تھکی ماندی ہونگی۔

خلاصۂ مطلب

اِن سب باتوں کا خلاصۂ مطلب یہ ہے:

(۱) توحیدِ الٰہی کا عقیدہ لوگوں میں پیدا کیا جائے۔

(۲) عبادت گزارانِ حق کے لئے معبد کی تطہیر کی جائے۔

(۳) اجتماعِ حج کا اہتمام کیا جائے، تاکہ اُس کے گوناگون منافع و فوائد سے لوگ مُستفید و شادکام ہوں، اور مُقرّرہ ایّام میں ذکرِ الٰہی کا ولولہ بُلند ہوتا رہے۔

(۴) جو لوگ اِس موقع پر جمع ہوں، وہ خُدا کے نام پر جانوروں کی قُربانیاں کریں اور مُحتاجوں کے لئے غذا کا سروسامان بہم پہنچائیں۔

کعبۃ اللہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی مشترکہ عبادتگاہ ہے

یہ عبادت گاہ صرف قریشِ مکّہ کے لئے نہ بنائی گئی تھی، اور نہ ہی اُن کا یہ حق تھا کہ اس کے مالک بن بیٹھیں، جسے چاہیں آنے دیں، جسے چاہیں روک دیں۔ بلکہ بلا امتیاز یہ سب کے لئے بنی، خواہ وہ مکّہ کے رہنے والے ہوں خواہ دُوسرے مُلکوں کے باشندے۔

یہ اسی بات کا نتیجہ ہے کہ لوگ دُور دُور سے آنے لگے، اپنے ساتھ قُربانی کے جانور لانے لگے، خصُوصًا قُربانی کے اونٹ، جو صحرا، و جبال طے کر کے حرمِ کعبہ میں پہنچائے جاتے ہیں، اور لوگ اُنھیں اس معبد کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی مُتصوّر کرتے ہیں۔ اب اگر قریشِ مکّہ کا یہ اختیار تسلیم کر لیا جاتا کہ جسے چاہیں آنے دیں اور جسے چاہیں روک دیں، تو پھر نہ کعبہ، کعبہ رہا اور نہ حج، حج۔

حقیقتِ قُربانی

قربانی کی حقیقت یہ ہے کہ اس کا گوشت خود بھی کھاؤ اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ:

فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ الْمُعْتَرَّ۔ (۲۲ : ۳۶) (اُن کے گوشت میں سے

خود بھی کھاؤ اور فقیروں اور زائروں کو بھی کھلاؤ)۔

قربانی سے مقصود جانور ذبح کر کے خون بہانا نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ حقیقت میں اس کا مقصد لوگوں کے لئے سامانِ غذا مہیا کرنا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ قرآن میں اس بات کو صاف صاف بیان فرما دیا گیا ہے:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ (۲۲ : ۳۷)	یاد رکھو، اللہ تک ان قربانیوں کا نہ تو گوشت پہنچتا ہے نہ خون۔ اس کے حضور جو کچھ پہنچ سکتا ہے وہ صرف تمہارا تقویٰ ہے۔

یعنی محض تمہارے دل کی نیکی ہے جو مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہے۔ اور یہ جو بُت پرست اقوام میں قربانی کی رسم اس طرح چلی آتی ہے کہ خیال کیا جاتا ہے کہ انسانوں کی طرح دیوتاؤں کو بھی چڑھاووں کی ضرورت ہے اور جانوروں کا خون بہانا، ان کے غضب و قہر کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ نہ تو چڑھاوا ہی خدا تک پہنچ سکتا ہے، اور نہ ہی وہ خون بہانے کا شائق ہے، وہ طہارتِ قلبی کو پسند فرماتا ہے۔ فقط

ابو الکلام

سلسلۂ تراجم معارف ابن تیمیہ رحمہ اللہ

الہلال بک ایجنسی کے پیشِ نظر اُن اعلیٰ اور بلند پایہ عربی تصانیف کے اُردو تراجم ہیں، جن کا مطالعہ اصلاحِ عقاید اسلام اور اخذ و فہمِ حقیقتِ اسلامیہ کے لئے نہایت ضروری و ناگزیر ہے۔ اِس سلسلہ میں جس امام اجل اور جس مجاہدِ حق کی اہم تصانیف کے تراجم کی تکمیل ایجنسی ہٰذا کی مساعی کا مرکز و محور ہے، وہ امام العارفین، وارث الانبیاء، قدوۃ الاولیاء، حضرت شیخ الاسلام تقی الدین ابی العباس احمد بن تیمیہؒ کا وجودِ مُبارک ہے۔

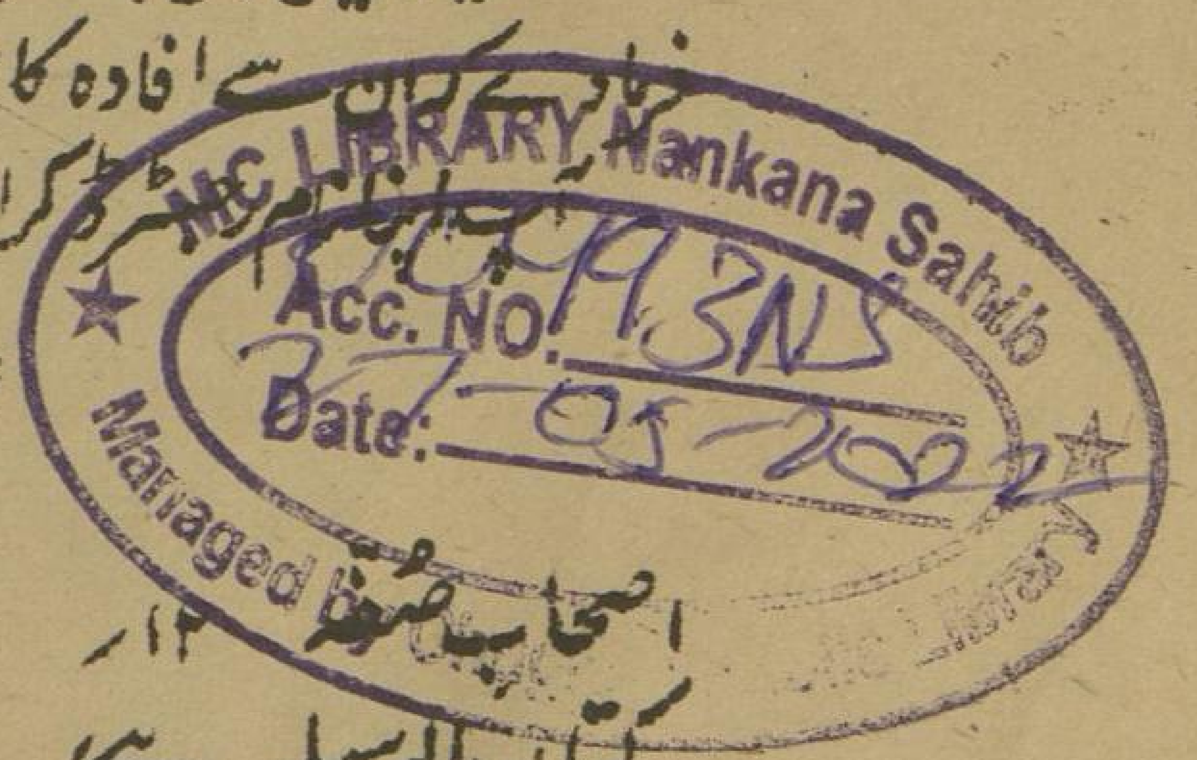
چھ سو برس سے یہ شہرت عام چلی آتی ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی تصانیف دل اور رُوح کی جُملہ بیماریوں کے لئے ایک نسخۂ شفا ہیں، اور یہی نسخہ شک و ریب اور وہم و انکار کے سارے دُکھوں کا ایک ہی علاج ہے مصنّفاتِ ابن تیمیہؒ کا مطالعہ یقین کی حلاوت بخشتا اور ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے۔ اُن کی زندگی ہی میں اُن کی مُصنّفات کے اِس خاصہ کی شہرت یہاں تک عالمگیر ہو چکی تھی کہ مصر و شام اور عراق وغیرہ ممالک کے کتب فروش ائمۂ سلف کی کتابوں سے زیادہ اِنکے نسخے رکھتے اور مسلمان سیّاح اور نو آباد عربوں کو ذریعہ تصانیف دُور دُور تک پہنچ گئیں آج بھی امام ابن تیمیہؒ کے علوم و معارف کے اِس خاصۂ عظیمہ کا ہر وہ شخص اور جماعت تجربہ کر سکتی ہے جو شک و ریب کی بیماریوں سے مایوس اور یقین کی محرومیوں کے باعث خستہ حال ہو۔ غرضیکہ جس طالبِ حق و یقین کو ہر طرف سے صاف جواب مِل چُکا ہو، وہ آئے اور دیکھ لے کہ اِسکی سچائی اب بھی کیسی کھری اور غیر مبدّل ہے اور کس طرح سرچشمۂ فیض و رحمت ؟

افسوس اُمّت کی محرومی و واماندگی پر کہ صدیوں سے یہ خزائنِ معارف و کنوزِ حقائق موجود ہیں، مگر کوئی بھی اِن کا شناسا و عارف پیدا نہ ہُوا۔ ہمیشہ غفلت و جہالت اور تعصّب و جمود کی تاریکیوں میں مدفون و مجہول رہے۔ علی الخصوص آجکل مسلمانوں میں جس فتنۂ عقاید نے سر اُٹھایا ہے، اُس کے لحاظ سے تو معارفِ ابن تیمیہؒ سے بڑھ کر اور کوئی چیز مطلوب و مقصودِ وقت نہیں ہے۔

صد ہزار بار شکر گزار ہیں ہم اُس ایزدِ برتر و توانا کے جس نے ہمیں امام ممدوح کی تصانیف کے تراجم شائع کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ تراجم بزبانِ اُردو، نہایت سلیس اور عام فہم عبارت میں ہیں۔ طباعت و کتابت اعلیٰ خوشنما اور دیدہ زیب ہے۔ قیمت بھی واجبی ہے

خدایا! ہمیں اِس بارے میں خدمت بجالانے کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے اور ہر خاص و عام کو اس طرف متوجہ فرما کر ان سے افادہ کا حلقہ وسیع تر ہوتا جائے۔ آمین!

آپ اپنا نام مستقل خریداروں میں درج کرالیں تاکہ ہر کتاب چھپتے ہی آپ کی خدمت میں پہنچتی رہے۔



علوم و معارفِ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ

اصحابِ صُفّہ	۱۲ر	تفسیر سورۃ الکوثر	۴ر	ائمۂ اسلام	عہ	خلافت الامّۃ	۶ر
کتاب الوسیلہ	؎	العُروۃ الوُثقیٰ	۱۰ر	ولی اللہ	۵ر	فتویٰ شرک شکن	۶ر
اسوۂ حسنہ	؎	تفسیر المعوّذتین	۴ر	تفسیر آیت کریمہ زیر طبع		اسلامی تصوف	۴ر
نجد و حجاز	۴ر	الدّین یُسرٌ	۴ر	سیرۃ امام ابن تیمیہؒ بعد از نظرِ ثانی و اضافہ زیر طبع			

ملنے کا پتہ: ناظم الہلال بک ایجنسی فاروق گنج بیرون شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور

